لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ (القرآن الحکیم)

"اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکارو"

قبر پرستی

ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

تالیف

حافظ صلاح الدین یوسف

مشیر وفاقی شرعی عدالت۔ پاکستان

www.KitaboSunnat.com

دار الدعوة السلفیة

شیش محل روڈ - لاہور ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ (القرآن الحکیم)

"اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکارو"

قبر پرستی

ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

تالیف

حافظ صلاح الدین یوسف

مشیر وفاقی شرعی عدالت۔ پاکستان

www.KitaboSunnat.com

دار الدعوۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ - لاہور ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلۂ اشاعت ع۲۶

تالیف ———— حافظ صلاح الدین یوسف

ناشر ———— دارالدعوۃ السلفیہ۔ لاہور

قیمت ———— تبلیغی فنڈ میں حصہ ————
اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا

طابع ———— زاہد بشیر پرنٹرز۔ لاہور

تاریخ طبع ———— جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ

مارچ ———— ۱۹۸۶ء

خط و کتابت کا پتہ

دارالدعوۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ • لاہور ۲

فون نمبر • ۵۴۴۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

۱- غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا شرک ہے یا نہیں؟
دُعا (پکارنا) عبادت ہے یا نہیں۔
صحابہؓ و تابعین نے کسی مُردے کو نہیں پکارا
مشرکین بھی فاعلِ حقیقی اللہ ہی کو مانتے تھے۔
فقہ حنفی کی صراحت
یا "شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" کیوں ناجائز ہے؟
قبر پرستوں کا شرکِ صحیح
دعوتِ توحید

—۲—

قبر پرستی کی ایک "وکالت" کا جائزہ

—۳—

"رضائے مصطفےٰ" کے سوالات کے جوابات
۴- بزرگانِ دین کی قبروں پر میلوں ٹھیلوں کا اہتمام؟
۵- قبروں میں مدفون بزرگ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ
۶- محکمۂ اوقاف کے ذرائع آمدنی
۷- "نوائے وقت" کے کالم "نورِ بصیرت" کے جواب میں
کچھ بدعات کے بارے میں
۸- حرمین شریفین، سلطان عبدالعزیز اور انہدامِ قبور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اس کتابچے میں راقم الحروف کے چند وہ مضامین شامل ہیں جو قبر پرستی کے ردّ میں تحریر کئے گئے تھے اور "الاعتصام" میں مختلف اوقات میں شائع ہو چکے ہیں۔

ان مضامین میں اُن "دلائل" کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے جو قبر پرستی جیسے شرکِ صریح کے جواز میں بالعموم بریلوی علماء یا ان کے ہمنوا اہلِ قلم کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔

جن حضرات کی نظر سے یہ مضامین گذرے تھے، ان کی خواہش تھی، کہ انہیں کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے تاکہ ان کا دائرۂ افادیت زیادہ وسیع ہو جائے۔

انہی احباب اور بزرگوں کی خواہش پر یہ مجموعہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اس کے ذریعے سے گم گشتگانِ راہ ہدایت کو توحید و سنّت کی صراطِ مستقیم کی مجھ عطا فرما دے اور شرک و بدعت سے تائب ہونے کی توفیق سے نواز دے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

یہ مضامین چونکہ مختلف اوقات میں لکھے گئے ہیں اور موضوع سب کا تقریباً ایک ہی ہے اس لیے بعض جگہ تکرار کی صورت بن گئی۔ تاہم اسے اس لئے رہنے دیا گیا کہ تکرار بھی بات کو ذہن نشین کرانے کے لئے مفید ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

صلاح الدین یوسف
ایڈیٹر "الاعتصام" لاہور

جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ
مارچ - ۱۹۸۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— ۱ —

غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا شرک ہے یا نہیں؟

ایک علمی جائزہ

روزنامہ "جنگ" لاہور کی متعدد قسطوں میں مدیر "رضوان" لاہور، جناب مولانا محمود احمد رضوی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جو ہے تو کسی اور سلسلے میں لیکن اس میں اس بہانے یہ بھی کہا گیا ہے کہ "غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا شرک نہیں ہے کیونکہ

"غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا شرک ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ شروع سے یعنی صحابہ کرام سے لے کر اب تک مسلمانوں کا اس پر اجماع و اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو مؤثر حقیقی و فاعل حقیقی اعتقاد کرتے ہوئے اور بزرگان دین کو وسیلۂ امداد و مظہر اعانتِ الٰہی قرار دیتے ہوئے ان سے استغاثہ کرنا اور ان کو امداد کے لئے پکارنا جائز ہے۔ چنانچہ فتاویٰ کی کتابوں میں سے مشہور کتاب فتاویٰ خیریہ میں ہے "یا شیخ عبدالقادر شیئًا للہ" کہنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ پکار محض ہے اور اللہ کے لئے ان سے سوال ہے۔ اسی طرح امام شمس الدین الرملی الشافعی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں "انبیاء، رسولوں، اولیاء، علماء اور صالحین سے استغاثہ کرنا (ان کو امداد کے لئے پکارنا) جائز ہے۔ اللہ کے رسول و پیغمبر و اولیاء و صالحین وصال کے بعد بھی مدد کر سکتے ہیں"

(خلاصہ از اخبار مذکور قسط ۲ و ۳)

(یہی مضمون جناب رضوی صاحب کے ماہوار رسالے "رضوان" لاہور (جولائی ۱۹۸۲ء) میں بھی شائع ہوا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُعا/پکارنا، عبادت ہے یا نہیں؟

ہم اب مختصراً اخبار مذکورہ کے "دلائل" کی حیثیت واضح کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہا گیا ہے کہ غیر اللہ کو مُطلقاً پکارنا شرک نہیں ہے، البتہ غیر اللہ کی عبادت و پرستش شرک ہے۔ بلا شُبہ مطلقاً پکارنا شرک نہیں ہے۔ ہم اپنے بچے کو پکار کر بلاتے ہیں، کسی دوست کو آواز دیتے ہیں اور کسی کو زور سے ندا دیتے ہیں۔ یہ شرک نہیں ہے نہ یہ پکارنا مابہ النزاع ہے۔ مابہ النزاع پکارنا (جو شرک کی ایک صورت ہے) وہ ہے جو لوگ مُردہ (قبروں میں مدفون) لوگوں کو مافوق الاسباب طریق سے پکارتے ہیں۔ جیسے "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" "یا رسول اللہ اغثنا" "یا علی مدد" وغیرہ یہ پکارنا شرک ہی کے ذیل میں آتا ہے کیونکہ پکارنے والا ان کی بابت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ہزاروں میل کے فاصلے کے باوجود یہ مُردہ بزرگ میری آواز کو سُنتا ہے۔ میرے حالات سے با خبر ہے۔ وہ حاضر ناظر ہے اور کائنات میں تصرُّف کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اسی لیے یہ شخص اس بزرگ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کے نام کی نذر نیاز دیتا ہے۔ اس کے نام پر جانور قربان کرتا ہے۔ اس کی قبر پر غلاف چڑھاتا ہے۔ اور اس کی ناراضی سے ڈرتا ہے۔ اس کا اعتقاد ہوتا ہے کہ اگر میں نے گیارھویں نہ دی (یعنی اس بزرگ کے نام کی نیاز نہ دی) تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ میرے کاروبار کو نقصان پہنچائیں گے۔ حالانکہ عالم الغیب، نافع وضار، حاضر وناظر اور متصرّف فی الامور، صرف اللہ کی ذات ہے اور یہ تمام صفات اللہ کے لئے خاص ہیں۔ جن میں اس کا کوئی شریک نہیں لیکن "یا علی مدد" یا "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" وغیرہ پکارنے والا یہ تمام صفاتِ خداوندی اُس مُردہ بزرگ میں تسلیم کرتا ہے اور اس بزرگ کو ان الُوہی صفات میں شریک مانتا ہے۔

اس عقیدے کے ساتھ کسی بھی مُردہ شخص کو پکارنا ہی اس کی عبادت و پرستش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اسی کو قرآن نے "یَدْعُوْنَ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جس کے معنی محترم مضمون نگار نے خود ہی "عبادت و پوجا" کئے ہیں۔ شاید موصوف سمجھتے ہیں کہ عوام کو اس طرح مغالطہ دینا آسان ہے کہ ہم تو بزرگوں کو صرف پکارتے ہیں، ان کی عبادت و پرستش نہیں کرتے حالانکہ اس طرح مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو پکارنا یہی اس کی عبادت ہے۔ اسی لئے دُعاء (پکارنا) بھی بلا اختلاف عبادت ہی سمجھی جاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (مشکوٰۃ۔ کتاب الدعوات ص ۱۹۴) پکارنا (دُعا کرنا) یہی عبادت ہے"۔ بلکہ دوسری روایت میں فرمایا: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ! (حوالۂ مذکور) "دُعا (پکارنا) عبادت کا مغز ہے"۔ اور قرآن کریم نے بھی دُعاء کو عبادت ہی کہا ہے، فرمایا: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (المؤمن۔ ۶۰) "اور تمہارے رب نے فرمایا۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا، بلاشبہ جو لوگ میری عبادت (یعنی مجھے پکارنے اور مجھ سے دُعائیں کرنے) سے انکار کرتے ہیں، عنقریب وہ جہنم میں ذلیل و خوار ہو کر داخل ہوں گے"۔

یہاں "يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ دَعْوَتِيْ" کی جگہ اللہ تعالیٰ نے "عَنْ عِبَادَتِيْ" کے الفاظ استعمال فرمائے اور قرآن مجید کا یہ سیاق صاف بتلا رہا ہے کہ مافوق الاسباب طریق سے کسی کو پکارنا اور حاجت روا و مشکل کشا سمجھ کر اس سے دُعاء کرنا اس کی عبادت ہی ہے۔ اس لئے مُردہ بزرگوں کو مدد کے لئے پکارنا اور ان سے استغاثہ کرنا اور "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ"، "یا علی مدد" وغیرہ کہنا ان کی عبادت و پرستش ہی ہے۔ قیامت کے دن یہ بزرگ اپنی اس عبادت و پرستش کا بالکل انکار کر دیں گے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ مولائے کریم ہم تو ان کی عبادت اور پوجا (جو یہ دُعاء و استغاثہ کی صورت میں ہماری کرتے تھے) سے بالکل بے خبر تھے: "اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ" (یونس۔ ۲۹) یہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مُردہ بزرگوں سے دُعا، تو ان کی عبادت ہی کہا گیا ہے جس سے وہ روزِ قیامت انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہمیں تو ان کی عبادت (دُعا و پکار) کا کوئی علم ہی نہیں۔ بہرحال کسی شخص کو مافوق الاسباب طریق سے اسے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارنا، اس سے استمداد کرنا اور اس سے دُعائیں کرنا یہ اس کی عبادت ہی ہے۔ اسے غلط اور تفاسیر کے خلاف کہنا خود غلط بلکہ مغالطہ انگیزی ہے ؎

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھُلا

صحابہؓ و تابعینؒ نے کسی بھی مُردے کو کبھی نہیں پکارا

یہ دعوائے کرنا کہ :-

"صحابہ کرامؓ سے لے کر اب تک مسلمانوں کا اس پر اجماع و اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مؤثر حقیقی و فاعل حقیقی اعتقاد کرتے ہوئے فوت شدہ بزرگانِ دین کو بطورِ وسیلہ پکارنا، ان سے استغاثہ کرنا اور ان کو امداد کے لئے پکارنا جائز ہے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اُمتِ مسلمہ پر بہت بڑا افترا اور بہتانِ عظیم ہے۔ سُبۡحَانَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ۔ اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرامؓ کے دَور کی کوئی دلیل پیش کرنی چاہیئے تھی۔ تابعین و تبع تابعین کا کوئی واقعہ پیش کرنا چاہیئے تھا اور کچھ نہیں تو اپنے (امام ابوحنیفہؒ) ہی کا کوئی قول پیش کیا ہوتا۔ فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب کا کوئی حوالہ دیا ہوتا۔ دعوائے تو مقالہ نگار نے اتنا بڑا کیا ہے۔ لیکن حوالہ اگر وہ دے سکے ہیں تو صرف دو غیر معروف کتابوں کا، جن میں سے ایک گیارہویں صدی ہجری کے ایک شافعی فتاویٰ کا ہے نہ صحابہؓ و تابعینؒ کا کوئی مستند یا غیر مستند حوالہ نہ ائمہ اربعہ نہ مجتہدین سے کسی کا ارشاد اور نہ فقہ حنفی سے کوئی دلیل ـــــــ یہ عجیب اجماع و اتفاق ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظامؒ اور فقہائے احناف ان میں سے کسی نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کسی مُردہ کو امداد کے لئے نہیں پکارا کبھی ان سے استغاثہ نہیں کیا کیونکہ ان کا عقیدہ یہی تھا کہ مرنے کے بعد کوئی مُردہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتا جس کی صراحت قرآن نے کی ہے "وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ" (سورۃ فاطر ۲۲) "اے پیغمبر! تو قبر والوں کو کوئی بات نہیں سُنا سکتا"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے دعوے کے دلائل

اس کے دلائل سُنیئے۔!

صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ

(صحیح بخاری، ج ۱ ص ۱۳۷ باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا) "حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور میں جب بھی قحط سالی ہوتی تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ سے بارش کی دعا کرواتے، اور فرماتے اے اللہ پہلے ہم تیرے نبیؐ سے بارش کے لئے دعا کرواتے (جب وہ زندہ ہم میں موجود تھے) تو تو ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرماتا۔ اب (جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم ہم میں موجود نہیں ہیں) تیرے نبی کے چچا کو ہم تیری بارگاہ میں بطور وسیلہ (یعنی دعا کے لئے) پیش کر کے دعا کر رہے ہیں۔ یا اللہ اس دعا کو قبول فرما۔ ہم پر بارش کا نزول فرما۔ (راوی کہتا ہے) کہ اس پر بارش ہو جاتی"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فتح الباری میں حضرت عباسؓ کی دُعا کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ يُكْشَفْ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَقَدْ تَوَجَّهَ الْقَوْمُ بِيْ اِلَيْكَ لِمَكَانِيْ مِنْ نَبِيِّكَ وَهٰذِهٖ اَيْدِيْنَا اِلَيْكَ بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِيْنَا اِلَيْكَ بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ"۔ "یا اللہ بلاؤں کا نزول گناہوں کی وجہ سے ہی ہوتا ہے اور توبہ کے ذریعے سے وہ دُور ہوجاتی ہیں۔ یا اللہ! تیرے نبی کے ساتھ مجھ کو قریبی تعلق اور نسبت کی وجہ سے جو عزت و مقام حاصل ہے۔ اس کے پیشِ نظر انہوں نے مجھے تیری بارگاہ میں ذریعہ بنایا ہے (یعنی دُعا کے لئے لائے ہیں) یا اللہ! یہ گناہ آلود ہاتھ تیری طرف پھیلے ہوئے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے لئے تیری طرف جھکی ہوئی ہیں، یا اللہ! ہم پر بارش نازل فرما!"

روایت کے الفاظ ہیں۔" فَارْخَتِ السَّمَآءُ مِثْلَ الْجِبَالِ حَتّٰى اَخْصَبَتِ الْاَرْضُ وَعَاشَ النَّاسُ" (فتح الباری، باب مذکور، پ ۴ ص ۴۴۵ طبع دہلی) "اس دُعا کے بعد آسمان نے پہاڑوں جیسے دہانے کھول دیئے۔ زمین خوب شاداب ہوگئی اور لوگوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی"

اس واقعے سے صحابۂ کرامؓ کا طرزِ عمل واضح ہوجاتا ہے کہ انہوں نے کسی مُردہ شخص سے دُعا نہیں کرائی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ نہیں کیا۔ انہیں مدد کے لئے نہیں پکارا۔ اور ان کا واسطہ دے کر دعا نہیں مانگی بلکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ استسقاء کی دُعا اور نماز مجمع عام میں ہوتی ہے تو گویا صحابہ کرامؓ کا عام فعل یہی قرار پایا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ تک سے دُعا کرانی جائز نہیں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ سے زیادہ صاحبِ فضیلت کون ہے کہ جس سے اب دُعاء کرائی جائے؟

صحابہ کرامؓ ہی کے دَور کا ایک اَور واقعہ ہے، جسے ملّا علی قاری حنفیؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دسویں صدی ہجری کے شافعی فقیہ ابن حجر مکی ہَیتمی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

"قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَاسْتَسْقٰی مُعَاوِيَةُ بِيَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِيْ بِخَيْرِنَا وَاَفْضَلِنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِيْ بِيَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ يَا يَزِيْدُ اِرْفَعْ يَدَيْكَ اِلَى اللّٰهِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ النَّاسُ اَيْدِيَهُمْ فَثَارَتْ سَحَابَةٌ مِّنَ الْمَغْرِبِ كَاَنَّهَا تُرْسٌ وَهَبَّتْ رِيْحٌ فَسُقُوْا حَتّٰى كَادَ النَّاسُ لَا يَبْلُغُوْنَ مَنَازِلَهُمْ (مرقاۃ ج ۲ ص ۲۸۸ - طبع قدیم) یعنی ابن حجر (مکّی) کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت یزید بن اسودؓ کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعاء کرائی اور فرمایا "اے اللہ! ہم میں جو بہتر اور افضل ہے۔ اس کے ذریعے سے ہم تیری بارگاہ میں بارش کی دُعاء کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم یزید بن اسودؓ کو ساتھ لائے ہیں اور استسقاء کر رہے ہیں" (پھر حضرت معاویہؓ نے کہا) اے یزید! بارگاہِ الٰہی میں دُعاء کے لئے ہاتھ اٹھایئے" انہوں نے دُعاء کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اور لوگوں نے بھی ہاتھ اُٹھائے۔ پس مغرب کی طرف سے ڈھال کی طرح ایک گھٹا اٹھی اور ہوا چلی اور ان کے لئے بارش کا اس طرح نزول ہوا کہ قریب تھا کہ لوگ اپنے گھروں کو نہ پہنچ سکیں"۔

اس واقعے سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا عمل زندہ سے دعاء کرانے کا تو تھا لیکن مُردہ سے دعاء کرانے کا ان کے ہاں کوئی تصوّر نہ تھا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہلوی حضرت عباسؓ سے بارش کے لئے دُعا کرانے کی حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں۔
"ازیں جا ثابت شد کہ توسّل بہ گزشتگان و غائبان جائز نہ داشتند وگرنہ عباسؓ از سرورِ عالم بہتر نہ بود چرا نہ گفت کہ توسّل می کردیم بہ پیغمبر تو و الحال توسّل می کنیم بہ رُوحِ پیغمبر تو" (البلاغ المبین ص ۱۶ - طبع لاہور)
یعنی "اس واقعے سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ گزرے ہوئے (فوت شدگان) اور غائب لوگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں سمجھتے تھے ورنہ حضرت عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ تھے۔ (اگر وفات شدہ سے دُعا کرانا جائز ہوتا) تو انہوں نے کیوں نہ کہا کہ یا اللہ! پہلے ہم تیرے نبی کے ساتھ وسیلہ پکڑتے تھے اب ہم تیرے نبی کی روح کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں"
یہ تو واقعات ہوئے عہدِ صحابہؓ و تابعین کے، اب خاص امام ابوحنیفہؒ کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو جس کو شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے ایک شاگرد رشید مولانا محمد بشیر الدین قنوجی (متوفی ۱۲۹۶ء) نے فقہ کی ایک کتاب "غرائب فی تحقیق المذاہب" کے حوالے سے لکھا ہے۔ "رَأَى الْإِمَامُ أَبُوحَنِيفَةَ مَنْ يَأْتِي الْقُبُورَ لِأَهْلِ الصَّلَاحِ فَيُسَلِّمُ وَيُخَاطِبُ وَيَتَكَلَّمُ وَيَقُولُ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ هَلْ لَكُمْ مِنْ خَبَرٍ وَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ أَثَرٍ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ مِنْ شُهُورٍ وَلَيْسَ سُؤَالِي إِلَّا الدُّعَاءُ فَهَلْ دَرَيْتُمْ أَمْ غَفَلْتُمْ فَسَمِعَ أَبُوحَنِيفَةَ بِقَوْلِ يُخَاطِبُهُ بِهِمْ فَقَالَ هَلْ أَجَابُوا لَكَ؟ قَالَ لَا فَقَالَ لَهُ سُحْقًا لَكَ وَتَرِبَتْ يَدَاكَ كَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا يَسْتَطِيعُونَ جَوَابًا وَلَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَسْمَعُونَ صَوْتًا وَقَرَأَ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ"
(تفہیم المسائل مؤلفہ مولانا محمد بشیر الدین قنوجی) "امام ابوحنیفہؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کچھ

لہ محمد اسحاق دہلویؒ کے رد میں ایک کتاب تصحیح المسائل نامی مولوی فضل رسول بدایونی (باقی حاشیہ صفحہ ۱۵ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی قبروں کے پاس آکر سلام کر کے ان سے کہہ رہا تھا "اے قبر والو! کیا تمہیں کچھ خبر بھی ہے اور کیا تمہارے پاس کچھ اثر بھی ہے۔ میں تمہارے پاس کئی مہینوں سے آرہا ہوں۔ اور تمہیں پکار رہا ہوں۔ تم سے میرا سوال بجز دعا کرانے کے اور کچھ نہیں۔ تم میرے حال کو جانتے ہو یا میرے حال سے بے خبر ہو؟ امام ابو حنیفہؒ نے اس کی یہ بات سن کر اس سے پوچھا۔ کیا (ان قبر والوں نے) تیری بات کا جواب دیا۔؟ وہ کہنے لگا "نہیں" !تو آپ نے فرمایا۔ "تجھ پر پھٹکار ہو، تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں، تو ایسے (مُردہ) جسموں سے بات کرتا ہے جو نہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کی آواز (فریاد) سُن سکتے ہیں۔" پھر امام صاحب نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ (سورۃ فاطر) "اے پیغمبر! تو ان کو نہیں سُنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔"

علامہ آلوسی حنفی بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں۔

"اِنَّ الْاِسْتِغَاثَۃَ بِمَخْلُوْقٍ وَجَعْلَہٗ وَسِیْلَۃً بِمَعْنٰی طَلَبِ الدُّعَاءِ مِنْہُ لَا شَکَّ فِیْ جَوَازِہٖ اِنْ کَانَ الْمَطْلُوْبُ مِنْہُ حَیًّا ۔۔۔۔ وَاَمَّا اِذَا کَانَ الْمَطْلُوْبُ مِنْہُ مَیِّتًا اَوْ غَائِبًا فَلَا یَسْتَرِیْبُ عَالِمٌ اَنَّہٗ غَیْرُ جَائِزٍ وَاَنَّہٗ مِنَ الْبِدَعِ الَّتِیْ لَمْ یَفْعَلْہَا اَحَدٌ مِّنَ السَّلَفِ (ج ۲ ص ۲۹ طبع قدیم ۱۳۰۱ھ) "کسی شخص سے درخواست کرنا اور اس کو اس معنی میں وسیلہ بنانا کہ وہ اس کے حق میں دعا کرے اس کے جواز میں کوئی شک

بقیہ حاشیہ صنا

نے ملّسر تمھی مسں کا جواب مولانا محمد بشیر الدین قنوجیؒ نے تفہیم المسائل سے دیا تھا خوب مدلل کتاب ہے پہلے ۱۲۷۸ھ میں پہلی دفعہ مطبع الرحمانی شاہجہان آباد میں طبع ہوئی پھر دوسری دفعہ محمدی پریس لاہور میں چھپی تاریخ طبع معلوم نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بشرطیکہ جس سے درخواست کی جائے وہ زندہ ہو..... لیکن اگر وہ شخص جس سے درخواست کی جائے مُردہ ہو یا غائب، تو ایسے استغاثے کے ناجائز ہونے میں کسی عالم کو شک نہیں اور مُردوں سے استغاثہ اُن بدعات میں سے ہے جن کو سلف میں سے کسی نے نہیں کیا"

اِس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ و تابعینؒ، ائمہ کرامؒ اور تمام اسلاف صالحینؒ زندہ نیک لوگوں سے تو دعا کرانے کے قائل تھے لیکن کسی مُردہ کو انہوں نے مدد کے لئے نہیں پکارا۔ ان سے استغاثہ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تک سے استغاثہ نہیں کیا۔ اب آپ کے بعد اور کونسی ہستی ایسی ہے جو آپؐ سے زیادہ فضیلت رکھتی ہو کہ اُسے مدد کے لئے پکارا جائے اور اس سے استعانت کی جائے؟ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ!

صنم پرست مُشرکین بھی فاعلِ حقیقی اللہ ہی کو مانتے تھے

یہ کہنا کہ "اللہ تعالےٰ کو فاعلِ حقیقی مانتے ہوئے کسی کو مدد کے لئے پکارا جائے، تو یہ شرک نہیں۔"

تو عرض ہے کہ اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ دنیا میں شرک کا وجود کبھی رہا ہی نہیں ہے اور قرآن کریم میں (نعوذ باللہ) اللہ تعالےٰ نے خواہ مخواہ لوگوں کو مشرک قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ بار بار یہ بات بیان کی گئی ہے کہ عرب کے مشرکین جو دعوتِ توحید کے مخاطبِ اوّل تھے، وہ یہ مانتے تھے کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور پروردگار صرف اللہ ہے اور وہی واحد ہستی ہے جس کے ہاتھ میں کائنات کی تدبیر اور تصرّف ہے لیکن اس کے باوجود قرآن نے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں کو مشرک کہا۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود وہ مشرک کیوں قرار پائے؟ یہی وہ نکتہ ہے جس پر غور کرنے سے شرک کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مشرکین عرب نے خدا کے سوا جن ہستیوں کو معبود اور دیوتا مان رکھا تھا۔ وہ ان کو خدا تعالیٰ کی مخلوق، اس کا مملوک اور بندہ ہی مانتے تھے لیکن اس کے ساتھ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ چونکہ یہ لوگ اپنے اپنے وقتوں میں اللہ کے نیک بندے اور اس کے چہیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں خاص مقام حاصل تھا۔ اس بنا پر وہ بھی کچھ اختیارات اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ہم ان کی عبادت (پوجا) اس لئے نہیں کرتے کہ یہ خدائی اختیارات کے حامل ہیں، ہم تو ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ اور بطور وسیلہ اور سفارش ان کو پکارتے ہیں اور ان سے استغاثہ کرتے ہیں۔ خود قرآن کریم میں مشرکین کے یہ اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ سورۂ یونس میں فرمایا: وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ (آیت ۱۸) "اور (وہ مشرکین عرب) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں، جو ان کو نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع۔ اور کہتے (یہ) ہیں کہ یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس۔"

دوسرے مقام پر فرمایا: اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر-۲) "جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے حمایتی پکڑ رکھے ہیں (ان کا کہنا ہے) کہ ہم تو ان کی صرف اس واسطے عبادت کرتے ہیں کہ ہم کو یہ اللہ کے قریب پہنچا دیں"

اور صحیح احادیث میں آتا ہے کہ مشرکین عرب حج میں یہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے:۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ "(صحیح مسلم۔ کتاب الحج۔ باب التلبیۃ وصفتہا ووقتہا) "خداوندا! ہم تیرے حضور حاضر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس شریک کے جو تیرا ہی ہے۔ تو اس کا مالک ہے۔ جن پر اس کی ملکیت اور حکومت ہے، ان کا مالک بھی تو ہی ہے"۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ کی صراحت موجود ہے کہ قوم نوحؑ کے وہ پانچ بُت ہیں جن کا ذکر قرآن مجید (سورۂ جن) میں کیا گیا ہے جن کی وہ عبادت و پرستش کرتے تھے۔ اللہ کے نیک بندوں کے بُت تھے۔ اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَی الشَّیْطَانُ اِلٰی قَوْمِهِمْ اَنْ اَنْصِبُوْا اِلٰی مَجَالِسِهِمُ الَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَّسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی اِذَا هَلَكَ اُولٰٓئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ (صحیح بخاری، ج ۲ ص ۷۳۲ تفسیر سورۂ جن) یعنی "قوم نوحؑ کے پانچ بُت دراصل قوم نوحؑ کے نیک آدمیوں کے نام تھے، جب وہ مرگئے تو شیطان نے ان کے ارادتمندوں کو کہا کہ (ان کی یاد تازہ رکھنے کے لئے) ان کے مجسمے بنا کر اپنی بیٹھکوں میں رکھ لو۔ انہوں انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن (یہ مجسمے بنانے والے) فوت ہو گئے تو ان کی بعد کی نسل نے ان کی تصویروں اور مجسموں کی عبادت شروع کر دی"۔

بہرحال قرآن و حدیث اور صحابہؓ کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مشرکین عرب کا شرک بھی یہی تھا کہ انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو ان کی وفات کے بعد اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا، ان کے نام کی نذر نیازیں دیں اور ان کے آستانوں پر سالانہ میلوں ٹھیلوں کا اہتمام کیا۔ ورنہ فاعل حقیقی وہ بھی اللہ ہی کو مانتے تھے اور جب زیادہ مشکلات میں گھر جاتے تو پھر وہ ان بتوں کو چھوڑ کر فاعل حقیقی (اللہ تعالیٰ) ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، جس کی شہادت خود قرآن مجید نے دی ہے۔ مثلاً سمندر میں جہاں کوئی ظاہری مادی سہارا انہیں نظر نہ آتا تو وہاں صرف اللہ رب العالمین کو پکارتے۔ اور اپنے خود ساختہ بزرگوں اور معبودوں کو چھوڑ دیتے "فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (العنکبوت - ۶۵) "جب یہ مشرکین (دریائی سفر میں) کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو (خطرے کے وقت) خالص اعتقاد کرتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں"۔ دوسری جگہ فرمایا "وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاہُ (بنی اسرائیل - ۶۷) "اے مشرکو! جب تم دریا میں (طوفان وغیرہ کی) مصیبت میں گھر جاتے ہو تو تمہارے وہ دیوتا جن کو تم پکارا کرتے ہو، غائب اور گم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت تم بس اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو"

قبر پرست مسلمانوں کا شرک

بالکل یہی شرک ان مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جو قبر پرست ہیں۔ اور جن کی وکالت مدیر "رضوان" نے فرمائی ہے۔ ذرا بتلایا جائے کہ مشرکین عرب اور موجودہ قبر پرست مسلمانوں کے شرک میں کیا فرق ہے؟ اگر اب بھی مدیر "رضوان" کو شک ہو تو ان اکابر علماء کی تصریحات ملاحظہ فرمالیں جن کو وہ بھی قابلِ اعتماد گردانتے ہیں، ان حنفی علماء اور بزرگوں نے بھی وضاحت کی ہے کہ مسلمان جاہل عوام قبروں کے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں وہ صریحاً مشرکانہ اعمال و اعتقاد ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی لکھتے ہیں :-

" وحیوانات راکہ نذر مشائخ می کنند و بر سر قبرہائے ایشاں رفتہ آں حیوانات ذبح می نمایند در روایاتِ فقہیہ ایں عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند و دریں باب مبالغہ نمودہ ایں ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعی است و داخل دائرۂ شرک " (مکتوب امام ربانی ۔ دفتر سوم، مکتوب ۴۱)

" اور یہ لوگ بزرگوں کے لئے جو حیوانات (مرغوں، بکروں وغیرہ) کی نذر مانتے ہیں اور پھر ان کی قبروں پر لے جا کر ان کو ذبح کرتے ہیں تو فقہی روایات میں اس فعل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے اور فقہاء نے اس باب میں پوری سختی سے کام لیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران قربانیوں کو جنّوں (دیوتاؤں اور دیویوں) کی قربانی کے قبیل سے ٹھہرایا ہے جو شرعاً ممنوع اور داخلِ شرک ہیں "

اسی مکتوب میں آگے چل کر وہ اُن جاہل مسلمان عورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں،

جو پیروں اور بیبیوں کو راضی کرنے کی نیت سے ان کے نام کے روزے رکھتی ہیں اور ان روزوں کے توسّل سے ان پیروں اور بی بیوں سے اپنی حاجتیں طلب کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ وہ ہماری حاجتیں پوری کریں گے۔ ان کے بارے میں حضرت مجدّد فرماتے ہیں" ایں شرکت درعبادت است کہ" ان جاہل عورتوں کا یہ عمل شرک فی العبادت ہے۔"

شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

"اگر در تصویر حال مشرکین واعمال ایشاں توقف داری احوالِ محترفانِ اہلِ زمانہ خصوصاً آناں کہ بہ اطراف دارالاسلام سکونت دارند ملاحظہ کُن کہ ..... بہ قبور و آستانہا می روند وانواعِ شرک بہ عمل می آرند" (الفوز الکبیر فی اُصول التفسیر ص ۱۱) " اگر عرب کے مشرکین کے احوال واعمال کا صحیح تصوّر تمہارے لئے مشکل ہو اور اس میں کچھ توقف ہو تو اپنے زمانے کے پیشہ ور عوام، خصوصاً وہ جو دارالاسلام کے اطراف میں رہتے ہیں ان کا حال دیکھ لو۔ وہ قبروں، آستانوں اور درگاہوں پر جاتے ہیں اور طرح طرح کے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں "

اور "حجۃ اللہ البالغہ" میں شرک کی مختلف شکلیں بیان کرکے لکھتے ہیں،۔

" وَهٰذَا مَرَضُ جُمْهُوْرِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمُشْرِكِيْنَ وَبَعْضِ الْغُلَاةِ مِنْ مُنَافِقِيْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَنَا هٰذَا" (باب فی حقیقۃ الشرک ص ۶۱) "اور شرک کی یہ وہ بیماری ہے جس میں یہود، عیسائی اور مشرکین بالعموم اور ہمارے اس زمانے میں مسلمانوں میں سے بعض غالی منافقین مبتلا ہیں "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سورۂ مزمل کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ شان صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے کہ جو اس کو جب اور جہاں سے یاد کرے ، اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہو جائے اور یہ شان بھی اسی کی ہے کہ وہ اس ذاکر بندے کی قوتِ مدرکہ میں آ جائے جس کو شریعت کی خاص زبان میں "دنو" ، "تدلی" ، اور قرب و نزول کہا جاتا ہے ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں :۔

" ایں ہر دو صفت خاصہ ذاتِ پاک او تعالیٰ است ہیچ مخلوق را حاصل نیست ، آرے بعض کفرہ در حق بعضے از معبودانِ خود و بعضے پیر پرستان از زمرۂ مسلمین در حق پیرانِ خود امر اول را ثابت می کنند و در وقتِ احتیاج بہمیں اعتقاد بآنہا استعانت می نمایند" (تفسیر عزیزی پارہ تبارك الذی ۔ سورہ مزمل ص۱۸۱)

" اور یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کا خاصہ ہیں ، یہ کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہیں ۔ ہاں بعضے کفار اپنے بعض معبودوں اور دیوتاؤں کے بارے میں اور مسلمانوں میں سے بعض پیر پرست اپنے پیروں کے بارے میں ان میں سے پہلی چیز ثابت کرتے ہیں اور اپنی حاجتوں کے وقت اسی اعتقاد کی بناء پر ان سے مدد چاہتے ہیں ۔ اور مدد کے لئے ان کو پکارتے ہیں "

اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں ہندوستان کے ہندوؤں کے شرک کا حال یوں بیان کر کے آخر میں فرماتے ہیں ۔

" ہمیں است حال فرقہ ہائے بسیار از مسلمین مثل تعزیہ سازان و مجاورانِ قبور و جلالیان و مداریان" (فتاویٰ عزیزی ۔ ج ۱ ، ص ۱۲۴ ، طبع مجتبائی دہلی)

" یہی حال ہے بہت سے مسلمان فرقوں کا مثلاً تعزیہ بنانے والوں ، قبروں کے مجاوروں اور جلالیوں مداریوں کا "

اور اسی فتاویٰ میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" درباب استعانت بہ ارواحِ طیبّہ دریں اُمّت افراطِ بسیار بہ وقوع آمدہ آنچہ جُہّال وعوام ایں ہامی کنند وایشاں را در ہر عمل مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرکِ جلی است " (حوالۂ مذکور ص ۱۲۱)

" ارواحِ طیّبہ (نیک لوگوں کی رُوحوں) سے استعانت (مدد طلب کرنے) کے معاملے میں اس اُمّت کے جُہّال وعوام جو کچھ کرتے ہیں اور ہر کام میں بزرگانِ دین کو مُستقل مختار سمجھتے ہیں۔ یہ بلاشبہ شرکِ جلی ہے " (خلاصہ)

اسی طرح اور بھی کتنے بزرگوں نے اس کی صراحتیں کی ہیں کہ قبر پرست مسلمانوں کے اعمال وعقائد صریحًا مشرکانہ ہیں۔

فقہ حنفی کی صراحت

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ تمام قبر پرست اپنے آپ کو فقہ حنفی کا پیروکار کہتے ہیں۔ حالانکہ فقہ حنفی میں بھی ان اُمور کو، جن کا ارتکاب قبر پرست کرتے ہیں۔ حرام و باطل اور کفر و شرک تبلایا گیا ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "دُرِّ مختار" میں ہے۔

" وَاعْلَمْ اَنَّ النَّذْرَ الَّذِیْ یَقَعُ لِلْاَمْوَاتِ مِنْ اَکْثَرِ الْعَوَامِّ وَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاھِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّیْتِ وَنَحْوِھَا اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَیْھِمْ فَھُوَ بِالْاِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ " (آخر کتاب الصوم)

" معلوم ہونا چاہیئے کہ اکثر عوام، مردوں کے نام پر جو نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ چڑھاوے چڑھاتے ہیں، اولیاء کرام کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مالی نذرانے پیش کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر چراغ اور تیل جلاتے ہیں وغیرہ، یہ سب چیزیں بالاجماع باطل اور حرام ہیں "

دُرِّ مختار کی مشہور شرح الردّ المحتار (المعروف فتاویٰ شامی) میں اس کی شرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں کی گئی ہے۔

قَوْلُهٗ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ لِوُجُوْهٍ مِنْهَا اَنَّهٗ نَذْرٌ لِمَخْلُوْقٍ وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا يَجُوْزُ لِاَنَّهٗ عِبَادَةٌ وَالْعِبَادَةُ لَا تَكُوْنُ لِمَخْلُوْقٍ وَمِنْهَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَهٗ مَيِّتٌ وَالْمَيِّتُ لَا يَمْلِكُ وَمِنْهَا اَنَّهٗ ظَنَّ اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاعْتِقَادُهٗ ذٰلِكَ كُفْرٌ

(ردّ المحتار جلد دوم ص۱۳۹ طبع مصر ۱۹۶۶ء) یعنی "اس نذر لغیر اللہ کے باطل اور حرام ہونے کے کئی وجوہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ:۔

- یہ قبروں کے چڑھاوے وغیرہ مخلوق کے نام کی نذریں ہیں اور مخلوق کے نام کی نذر جائز ہی نہیں اس لیے کہ (نذر بھی) عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کی جائز نہیں۔
- اور ایک وجہ یہ ہے کہ مَنْذُوْرٌ لَهٗ (جس کے نام کی نذر دی جاتی ہے) مُردہ ہے اور مُردہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔
- اور ایک وجہ یہ ہے کہ نذر دینے والا شخص مُردوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کائنات میں تصرّف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں حالانکہ مُردوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے"

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ

اسی طرح فتاوائے عالمگیری جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے پانچ سو حنفی علماء نے مرتب کیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ:۔

"وَالنَّذْرُ الَّذِيْ يَقَعُ مِنْ اَكْثَرِ الْعَوَامِّ بِاَنْ يَّاْتِيَ اِلٰى قَبْرِ بَعْضِ الصُّلَحَاءِ وَيَرْفَعُ سِتْرَهٗ قَائِلًا يَا سَيِّدِيْ فُلَانُ اِنْ قَضَيْتَ حَاجَتِيْ فَلَكَ مِنِّيْ مِنَ الذَّهَبِ مَثَلًا كَذَا بَاطِلٌ اِجْمَاعًا:

"اکثر عوام میں جو یہ رواج ہے کہ وہ کسی نیک آدمی کی قبر پہ جا کر نذر مانتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے فلاں بزرگ، اگر میری حاجت پوری ہوگئی تو اتنا سونا (یا کوئی اور چیز) تمہاری قبر پر چڑھاؤں گا۔ یہ نذر بالاجماع باطل ہے"

پھر لکھا ہے :۔

"فَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَنَحْوِهَا وَیُنْقَلُ اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَیْهِمْ فَحَرَامٌ بِالْاِجْمَاعِ" (الفتاوی الہندیہ المعروف فتاوی عالمگیری جلد اول ص ۲۱۶ باب الاعتکاف طبع مصر)

"پس جو دینار و درہم یا اور چیزیں اولیاء کرام کی قبروں پر ان کا قرب حاصل کرنے (ان کو راضی کرنے) کے لیے لی جاتی ہیں وہ بالاجماع حرام ہیں"

مُردوں سے استغاثہ واستعانت کرنے والے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ میرے حال سے واقف ہے۔ اور وہ عالم الغیب ہے۔ کیونکہ اس عقیدے کے بغیر ہزاروں میل کے فاصلے سے کسی مُردہ بزرگ کو پکارنے کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا۔ اور اللہ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب سمجھنے والے کی بھی فقہ حنفی میں تکفیر کی گئی ہے۔ چنانچہ ملّا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یَعْلَمُوا الْمُغَیَّبَاتِ مِنَ الْاَشْیَاءِ اِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحْیَانًا وَذَکَرَ الْحَنَفِیَّةُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهِ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ کَذَا فِی الْمُسَایَرَةِ (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۲، طبع مجتبائی)

یعنی "معلوم ہونا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی صرف انہی باتوں کو جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ان کو بتلا دے اور فقہائے حنفیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس عقیدے کو کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا" صراحۃً کفر قرار دیا ہے کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ کے معارض (مخالف) ہے۔ یہی بات (شیخ ابن الہمام نے) مسایرہ میں ذکر کی ہے"

فقہ حنفی کی ایک اور مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

"رَجُلٌ تَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً بِغَيْرِ شُهُوْدٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالْمَرْاَۃُ "خدائے را و پیغامبر را گواہ کردیم" قَالُوْا يَكُوْنُ كُفْرًا لِاَنَّهٗ اعْتَقَدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ هُوَ مَا كَانَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ حِيْنَ كَانَ فِي الْاَحْيَاءِ فَكَيْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ" (فتاویٰ قاضی خان برحاشیہ فتاویٰ عالمگیری، ج ۳ ص ۵۷۶ طبع بولاق ۱۳۱۰ھ و فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۵ برحاشیہ فتاویٰ عالمگیری ص ۳۲۵ ج ۶)

"کسی آدمی نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا، البتہ مرد عورت نے یہ کہا کہ ہم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کو گواہ بناتے ہیں، فقہائے (حنفیہ) کہتے ہیں کہ ایسا کہنا کفر ہے۔ اس لئے کہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ آپؐ اپنی زندگی میں عالم الغیب نہ تھے۔ دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپؐ عالم الغیب کیوں کر ہو سکتے ہیں؟"

اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

وَقَالَ عُلَمَاءُنَا مَنْ قَالَ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ تَعْلَمُ يُكَفَّرُ (بحوالہ فتاویٰ مولانا عبدالحی ج ۲۔ ص ۲۴ بحوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ بزازیہ ص ۳۳۶ برحاشیہ فتاویٰ عالمگیری ج ۶)

یعنی "ہمارے (حنفی) فقہاء نے کہا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور غیب جانتی ہیں وہ کافر ہے "

اسی طرح فقہ حنفی میں قبروں کا طواف، قبروں کو چومنا، ان کی تعظیم کے لئے جھکنا اور وہاں دست بستہ قیام وغیرہ یہ تمام چیزیں ناجائز اور حرام لکھی ہیں اور قبروں پر سجدے کو کفر تک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قبروں کے پجاری بالعموم اور ان کے وکیل و حمایتی بالخصوص اس آئینے میں اپنا سراپا دیکھ کر فیصلہ کرلیں کہ خود فقہ حنفی ان کی بابت کیا فیصلہ صادر کرتی ہے۔ ہم یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فرمودات نقل نہیں کر رہے ہیں جن میں یہود و نصاریٰ کو اسی لئے ملعون قرار دیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے نیک لوگوں اور نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (کہ مضمون خاصا طویل ہو گیا ہے) اس لئے ہم بات کو سمیٹتے ہیں۔

یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کیوں ناجائز ہے؟

اس تفصیل سے واضح ہے کہ "یا علی مدد" "اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللہ" اور "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" وغیرہ جیسے الفاظ اور وظیفوں سے فوت شدگان سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) حرام، ناجائز اور مشرکانہ فعل ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے والے کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ جس کو وہ مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ وہ اس کی فریاد سننے پر قادر ہے وہ عالم الغیب ہے۔ وہ کائنات میں تصرّف کا اختیار رکھتا ہے حالانکہ یہ تمام صفات اللہ تعالےٰ کی ہیں جو صرف اُس کے ساتھ خاص ہیں۔ اسی لئے فقہ حنفی میں اس امر کو شرک و کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور حنفی بزرگوں نے اسی بناء پر "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" کو ناجائز اور کفر و شرک لکھا ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی فرماتے ہیں:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آنچہ جہال می گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ، یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست، شرک وکفر است" (ارشاد الطالبین ص ۱۸)

اور مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی لکھتے ہیں کہ اس وظیفے سے احتراز لازم و واجب ہے۔ بعض فقہاء نے اس پر کفر تک کا اطلاق کیا ہے نیز اس وظیفہ کے پڑھنے والے کے دل میں یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ بزرگ عالم الغیب اور صاحب اختیار ہے اور یہ عقیدہ شرک ہے۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے:۔

" ازیں چنیں وظیفہ احتراز لازم و واجب۔ اوّلاً ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن شیئاً للہ است وبعض فقہاء از ما ہچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در درِ مختار می نویسند کذا قول شیئ للہ قیل یکفر۔ انتہی۔۔۔۔ ثانیاً ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن است ندائے اموات را از امکنہ بعیدہ و شرعاً ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتے حاصل است کہ از امکنہ بعیدہ ندا را بشنوند۔ البتہ سماع اموات سلام زائر قبر را ثابت است بلکہ اعتقاد ایں کہ کسے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است۔ در فتاویٰ بزازیہ می نویسند۔ تَزَوَّجَ بِلَا شُهُوْدٍ وَقَالَ خدائے و رسول خدا و فرشتگان را گواہ کردہ ام یُكَفَّرُ لِاَنَّهٗ اِعْتَقَدَ اَنَّ الرَّسُوْلَ وَالْمَلَكَ يَعْلَمَانِ الْغَيْبَ وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا مَنْ قَالَ اَنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يُكَفَّرُ" انتہیٰ۔ و حضرت شیخ عبدالقادر اگرچہ از اجلہ اولیاء امت محمدیہ اند و مناقب و فضائل شان لا تعد و لا تحصی اند لیکن چنیں قدرت شان کہ فریاد را از امکنہ بعیدہ بشنوند و بہ فریاد رسند ثابت نیست و اعتقاد ایں کہ آن جناب ہر وقت حال مریدانِ خود می دانند و ندائے شان می شنوند از عقائد شرک است"۔ (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی ج ۳ ص ۴۴)

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں :۔

"بدانکہ دریں مقام مزلۃ الاقدام بسیارے افتادہ اند در شافع مشفوع الیہ فرق نکردہ اند می گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ یعنی" اے شیخ عبدالقادر جیلانی چیزے از برائے خدا بدہ، دریں کلام خدائے تعالےٰ را شفیع گردانیدہ اند و حضرت شیخ را دہندہ و حقیقت بالعکس می نماید" (البلاغ المبین ص ۱۱۴۔ ۱۱۵ طبع لاہور)

" جاننا چاہیئے یہ بہت سے لوگوں کے پھسل جانے کا مقام ہے ، انہوں نے سفارش کرنے والے اور جس کی طرف سفارش کی جائے۔ میں فرق نہیں سمجھا۔ کہتے ہیں۔ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی خدا کے لئے کچھ دے" اس کلام میں انہوں نے خدا کو سفارشی بنایا ہے۔ اور حضرت شیخ کو دینے والا، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس معلوم ہوتی ہے۔"
(ترجمہ "البلاغ المبین" طبع ملتان" ص ۱۱۲)

اس طرح کی امداد کو، جو وظیفہ مذکور (شیئاً للہ) میں کی گئی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کی توہین قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے بعد لکھتے ہیں :۔

"ازیں جا دریافت شد کہ بواسطہ خدا از مخلوق حاجت خواستن خصوصاً از عالمیان غیب گویا خدا را بے چارا دانستن و مخلوق را توانا و دانا پنداشتن است۔ معاذ اللہ من ذالک" (البلاغ المبین فارسی۔ ص ۱۱۵)

یعنی" اس سے ثابت ہوا کہ زندہ و غیر زندہ مخلوق کے پاس اللہ تعالیٰ کو شفیع بنا کر لانا یا اس کا واسطہ دے کر مخلوق سے حاجت روائی چاہنا گویا خدا کو عاجز سمجھنا اور مخلوق کو توانا تر جاننا ہے۔ معاذ اللہ من ذالک" (ترجمہ اردو" ص ۱۱۲)

قبر پرستوں کا شرک صریح

اگر یہ کہا جائے کہ ہم لوگ تو ان کو صرف بطور "وسیلہ" پکارتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نہیں ہوتا کہ وہ خدائی صفات سے متصف ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ محض تکلف ہے۔ خدائی صفات تسلیم کئے بغیر ان کو مافوق الاسباب طریق سے پکارنے کا کوئی مفہوم ہی نہیں رہتا۔ تاہم اتمام حجت کے طور پر ہم مخاطبین کے مشہور رسالے سے ایک نظم پیش کرتے ہیں۔ جس میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے اندر تمام خدائی صفات کا اثبات کیا گیا ہے جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ قبر پرست چاہے تاویلات کے کیسے ہی حسین غلاف چڑھا لیں۔ الفاظ کے خوب بینا بازار سجالیں اور کیسے ہی خوش کن عنوانات اختیار کر لیں لیکن ان کا عقیدہ و عمل صریحاً مشرکانہ ہے لیجئے ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر نظم ملاحظہ فرمائیے۔

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
بلائیں ٹال دینا کام کس کا، غوث اعظم کا

جہاز تاجراں گرداب سے فوراً نکل آیا
وظیفہ جب انہوں نے پڑھ لیا یا غوث اعظم کا

گئے اک وقت میں ستر مریدوں کے یہاں آقا
سمجھ میں آ نہیں سکتا معمہ غوث اعظم کا

شفا پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراض مہلک سے
عجب دارالشفا ہے آستانہ غوث اعظم کا

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِي سے یہ ظاہر ہے
کہ عالم میں ہر اک شے پر ہے قبضہ غوث اعظم کا

حُكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالٍ سے ہوا ظاہر
تصرف انس و جن سب پر ہے آقا غوث اعظم کا

ہوا موقوف فوراً ہی برسنا اہل محفل پر
جو پایا ابر باراں نے اشارہ غوث اعظم کا

جو حق چاہے وہ یہ چاہیں جو یہ چاہیں وہ حق چاہے
تو مٹ سکتا ہے پھر کس طرح چاہا غوث اعظم کا

فقیہوں کے دلوں سے دھو دیا ان کے سوالوں کو
دلوں پر ہے بنی آدم کے قبضہ غوث اعظم کا

وہ کہہ کر قُم بِاِذْنِ اللّٰهِ جلا دیتے تھے مردوں کو
بہت مشہور ہے احیائے موتیٰ غوث اعظم کا

فرشتے مدرسے تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا

لعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم کا

رسول اللہ نے خلعت پہنایا بھرے مجلس
بجے کیونکر نہ پھر عالم میں ڈنکا غوث اعظم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا ظاہر و باطن ہے ان کے آگے آئینہ　　　کسی شے سے نہیں عالم میں پردہ غوثِ اعظم کا

(ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ، جلد ۱۵، شمارہ ۶ ہمئی ۱۹۷۳ء)

نظم کا ایک ایک شعر ملاحظہ فرمایئے کہ کس فراخ دلی سے تمام خدائی صفات کا اثبات ایک مُردہ بزرگ کے حق میں کیا گیا ہے، بالخصوص اس کے یہ شعر جن میں کہا گیا ہے کہ:۔

"بلائیں ٹال دینا غوثِ اعظم کا کام ہے"

"دونوں جہانوں میں ہمیں اُن کا سہارا ہے"

"عالم میں ہر اک شئے پر غوثِ اعظم کا قبضہ ہے"

"سب انس وجن پر ان کا تصرّف ہے"

"ہمارا ظاہر و باطن ان کے آگے آئینہ ہے"

"ان کا مُردوں کو زندہ کرنا بہت مشہور ہے"

"عالم میں کوئی شے کا ان سے پردہ نہیں" وغیرہ

اتنی خدائی صفات کا اثبات تو آج تک کسی بریلوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے لئے بھی نہیں کیا۔ گویا ان کے "غوثِ اعظم" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ گئے؟ ہم مدیر رضوان سے پوچھیں گے کہ یہ بزرگوں کو بطورِ وسیلہ پکڑنا ہے یا بجائے خود ان کو تختِ الوہیت پر بٹھانا ہے؟ پھر انہوں نے صرف پیر جیلانی کو ہی خدائی منصب نہیں دیا بلکہ ہر گنبد نما پختہ قبر میں مدفون شخص ان کے نزدیک خدائی اختیارات رکھتا ہے، چاہے اس میں مدفون شخص ساری عمر نماز و طہارت وغیرہ سے بھی بے نیاز رہا ہو۔ جس کی متعدد مثالیں موجود ہیں لیکن ان کی قبریں خوب پج رہی ہیں۔ وہ قاضی الحاجات اور مشکل کشا بنے ہوئے ہیں۔ کیا بزرگوں کی محبت و عقیدت کے نام پر یہ گور پرستی اور مُردہ پرستی شرکِ صریح نہیں؟ آہ مولانا حالی نے خوب کہا ؎

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر!
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر!
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر!
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

دعوتِ توحید

ہم اپنے اس مضمون کو مولانا خرم علی بلہوری (متوفی ۱۲۷۱ھ) مرحوم کی اس مشہور نظم پر ختم کرتے ہیں جس میں بڑی خوبصورتی اور اخلاص و دردمندی کے ساتھ جاہل مسلمانوں کی شرک پرستی کی تردید کی گئی ہے اور ان کو دعوتِ توحید دی گئی ہے اور اہلِ توحید پر اولیاء دشمنی کا جو الزام دھرا جاتا ہے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

خدا فرما چکا قرآن کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
کہ کام آوے تمہاری بے کسی میں
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا
خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا
خبر قرآن میں ہے یہ محقق!
نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق
معاذ اللہ جسے اس نے نہ بخشا
مقرر وہ جہنم میں پڑے گا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر قرآں کو سچ جانتے ہو ۔ تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو
تمہیں یہ طورِ بد کس نے سکھایا ۔ محمدؐ نے کہاں ہے یہ بتایا
ہے شیطاں دشمنِ اولادِ آدم ۔ سکھاتا ہے وہی راہِ جہنّم
کسی کو بُت پرستی ہے سکھاتا ۔ کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا
غرض اللہ سے دونوں کو روکا ۔ بھلا کر راہ، جا خندق میں جھونکا
مسلمانو! ذرا سوچو تو دل میں ۔ پھنسے ہو کس طرح تم آب و گِل میں
بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو ۔ خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو
وہ مالک ہے سب اس کے لاچار ۔ نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے ۔ جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے
بیانِ شرک سن کہتے ہیں مردک ۔ کہ منکر ہیں بزرگوں کے بلا شک
ارے لوگو! زباں اپنی کو روکو ۔ بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو
خدا لعنت کرے اُس روسیہ پر ۔ کہ جس کے دل میں ہو بغضِ پیمبرؐ
جسے ہو بغض آلِ مصطفیٰؐ کا ۔ خدا اس کو کرے دوزخ کا کُندہ
جسے اصحابِ حضرتؐ سے ہو انکار ۔ رہے ہر دم خدا کی اس پہ پھٹکار
جسے کچھ بغض ہووے اولیاء سے ۔ ہمیشہ ابرِ لعنت اس پہ برسے
اب اتنا اور بھی سن رکھیے حضرت ۔ جو حق پر نہ چلے اس پر بھی لعنت
ہمارا کام سمجھانا ہے یارو! ۔ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو
تو اپنے حال میں ہی سوچ خرّمؔ
زباں اب بند کر واللہ اعلم

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور - ۱۸ نومبر تا ۹ دسمبر ۱۹۸۳ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— ۲ —

قبر پرستی کی ایک "وکالت" کا جائزہ

یکم مارچ ۱۹۷۹ء کے "نوائے وقت" لاہور میں جناب ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب کا مضمون بعنوان "فروعی اختلافات، علمائے کرام سے اپیل" شائع ہوا ہے۔ موصوف ہمارے ملک کی ایک فاضل شخصیت اور ملک و ملت کی اصلاح کے جذبے سے سرشار ہیں۔ محولہ مضمون بھی ایک اصلاحی نقطۂ نظر سے ہی انہوں نے لکھا ہے جو یقیناً قابلِ قدر ہے لیکن افسوس ہے کہ مضمون میں انہوں نے اپنی اس حیثیت کو پیشِ نظر نہیں رکھا جس کا اظہار انہوں نے آغازِ مضمون میں کیا اور عنوانِ مضمون سے مترشح ہوتا ہے۔

بلاشبہ موصوف کا یہ جذبہ قابلِ قدر ہے کہ علمائے کرام فروعی اختلافات کو عوام کے سامنے پیش کرنے سے اجتناب کریں کہ ایک دوسرے کے خلاف عام مجمعوں میں طعن و تشنیع سے علماء اور اسلام کے خلاف نفرت پیدا ہو رہی ہے۔ مضمون اس اپیل کی حد تک رہتا تو یقیناً اُن کے اس مقصد کے مطابق ہوتا جو ان کا مطلوب تھا لیکن وہ ایک اپیل کنندہ سے تجاوز کر کے ایک فریق کے وکیل صفائی بن گئے اور قبر پرستی کا جواز پیش کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح ظاہر ہے کہ وہ غیر جانبدار نہیں رہے بلکہ اسی جانبداری اور حزبی وابستگی کا مظاہرہ کیا ہے جس کا شکوہ انہوں نے علماء سے کیا ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس کے بعد ان کی اپیل کو کس طرح مخلصانہ اور ہمدردانہ قرار دیں؟ تاہم مضمون کا انداز چونکہ مخلصانہ اور ہمدردانہ ہے اس لئے بہت سے لوگوں کی غلط فہمی کا باعث بن سکتا ہے۔ بنا بریں چند گزارشات پیشِ خدمت ہیں۔ مقصود ہمارا کسی ناخوشگوار بحث کا چھیڑنا نہیں صرف حقیقتِ حال کی وضاحت ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس وقت بعض بزرگوں کی اصلی یا فرضی قبروں پر جو کچھ ہو رہا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں اس کی گنجائش نہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یا تو موصوف کبھی ایسی قبر پر گئے ہی نہیں جو مرجع عوام و خواص ہیں یا پھر انہیں براہ راست کسی قبر پرست کی زبان سے مدفون اولیاء اللہ کے متعلق خیالات سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اگر ان دو باتوں میں سے ایک بات بھی ہوتی تو وہ یقیناً قبر پرستی کا جواز پیش نہ فرماتے۔ جناب برق صاحب فرماتے ہیں۔

> "اگر لوگ ان عظیم و مقدس نقوش کے سرہانے کھڑے ہو کر ان کے کارناموں کا ذکر کریں، قرآن پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں تو حرج کیا ہے اگر لوگ موہنجوڈارو اور ٹیکسلا کے کھنڈرات اس لئے دیکھنے جاتے ہیں کہ وہاں صدیوں پہلے کی تہذیبیں اپنی داستان سنا رہی ہوتی ہیں تو پھر ہم ان بزرگوں کے مزارات پر کیوں نہ جائیں جن کی زندگیاں اللہ کا پیغام اور ایک نئی تہذیب پھیلانے میں گذری تھیں"

فی الحال اس بحث سے صرف نظر کرکے کہ کسی بزرگ کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے کارناموں کا ذکر یا قرآن پڑھ کر اس کی روح کو ثواب پہنچانے کا تصور اسلام میں ہے بھی؟ اور اس کا کوئی ثبوت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین میں ملتا بھی ہے۔؟ ہم موصوف سے بصد ادب یہ سوال کریں گے کہ کیا عوام فی الواقع بزرگوں کی قبروں پر صرف ان کے کارناموں کا ذکر کرتے یا قرآن پڑھنے یا موہنجوڈارو وغیرہ کی طرح تاریخی آثار دیکھنے ہی جاتے ہیں؟ ہمارا مشاہدہ تو یہ ہے کہ لوگ قبر میں مدفون بزرگوں کو قاضی الحاجات، نافع و ضار، عالم الغیب، سمیع و بصیر سمجھ کر جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں عوام وہ تمام کام کرتے ہیں جو بت پرست بتوں اور مورتیوں کے سامنے کرتے ہیں اور جو عبادت و پرستش کی ذیل میں آتے ہیں۔ اسی طرح الحاح وزاری سے ان کے حضور مناجات کرتے ہیں جس طرح علیم بذات الصدور کے سامنے کی جاتی ہیں۔ اسی طرح قبر کی طرف رخ کرکے ہاتھ باندھ کر اور سر نیہوڑا کر کھڑے ہو جاتے ہیں جس طرح نماز میں مسلمان قبلہ رخ ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر کے تعویذ یا ڈیوڑھی پر اسی طرح ماتھا رگڑتے ہیں جس طرح سجدے میں پیشانی زمین پر رکھنے کا حکم ہے۔ جو یقیناً سجدے ہی کی ایک شکل ہے۔ حتیٰ کہ قبروں کا خانہ کعبہ کی طرح طواف کیا جاتا ہے۔ اور خانہ کعبہ ہی کی طرح قبروں کو غسل دیا جاتا ہے۔ اُن کے نام پر نذر نیازیں دی جاتی ہیں، چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ اور ان قبروں کے آس پاس ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے نام کی دیگیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ مشکلات کے وقت اسی طرح ان کو مدد کے لئے پکارا جاتا ہے جس طرح اللہ کو مدد کے لئے پکارا جاتا ہے۔ اُن سے اولادیں مانگی جاتی ہیں۔ فرمایئے کیا یہ مُشرکانہ افعال نہیں؟ کیا اسلام میں ان چیزوں کا کوئی جواز موجود ہے؟ کیا یہ وہ مراسم عبادت نہیں جو صرف اللہ کے لئے خاص ہیں؟

ڈاکٹر برق صاحب فرماتے ہیں۔

"ممکن ہے کہ بعض حاجت مند انہیں وسیلہ و واسطہ بنا کر خدا سے دعا مانگتے ہوں۔ ایسے لوگوں کو مُشرک کہنے سے پہلے شرک کی ماہیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ شرک کا مفہوم ہے کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا۔ خود مانگنے والے سے پُوچھئے کہ اس کی نیّت کیا ہے؟..... اُس نے تو دلی کو خدا کا مقرب و محبوب سمجھ کر واسطہ بنایا ہو گا نہ کہ خدائی میں شریک جان کر۔"

اس عبارت میں بھی موصوف کی بے خبری قابلِ ماتم ہے۔ یعنی اول تو موصوف اس بات سے ہی مُنکر ہیں کہ قبروں پر جا کر لوگ فریادیں پیش کرتے ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں "ممکن ہے کہ بعض حاجت مند اُنہیں وسیلہ بنا کر دُعاء مانگتے ہوں" یعنی لوگ قبروں پر جا کر دُعائیں نہیں مانگتے ہاں ممکن ہے کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ لوگ جاتے ہی وہاں دُعاء کے لئے ہیں۔ جمعرات کو تو بالخصوص ایسی قبروں پر عورتوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوتے ہیں اور سب کا مقصد صاحب قبر کی خوشنودی، عرضِ حال اور حاجت طلبی ہی ہوتی ہے۔ لوگ اللہ کو تو بالکل بھول گئے ہیں مسجدوں کا رُخ کوئی نہیں کرتا، البتہ قبروں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خُوب میلے لگے رہتے ہیں۔

پھر یہ بھی مغالطہ ہے کہ لوگ اُنہیں وسیلہ و واسطہ بنا کر خدا سے دُعاء مانگتے ہیں، ایسے لوگ اُن کو خدا کا شریک نہیں ٹھہراتے اس لئے اُنہیں مشرک نہیں کہا جا سکتا۔ ٹھیک ہے کسی مسلمان کو مشرک کہنا صحیح نہیں۔ لیکن اگر مسلمان فی الواقع مشرکانہ عقائد و اعمال میں مُبتلا ہوں تو پھر اُنہیں کہا کیا جائے۔؟ اور شرک و توحید کے فرق کو کس طرح واضح کیا جائے؟ یہی واسطہ و وسیلہ کا مسئلہ لے لیجئے کہ کسی فوت شُدہ بزرگ کو وسیلہ بنانا اسلام میں جائز ہے؟ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑھ کر تو کائنات میں کوئی بزرگ اور افضل نہیں ہو سکتا۔ لیکن کسی صحابی نے کبھی آپؐ کی قبر پر جا کر آپؐ کے وسیلے اور واسطے سے دُعاء نہیں مانگی۔ جب صحابہ کرامؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم تک کو وسیلہ نہیں بنایا تو اور کون ہے جس کو واسطہ و وسیلہ بنایا جا سکے؟ کسی زندہ بزرگ کے ذریعے سے دعاء کرانا، اس کا ثبوت تو صحابہ کرامؓ سے ملتا ہے لیکن کسی فوت شُدہ بزرگ بلکہ نبی حتیٰ کہ سید الانبیاء مُحمد عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تک کی قبر مبارک پر جا کر عرضِ حال یا ان کو وسیلہ بنا کر دعاء مانگنا، اس کا کوئی صحیح ثبوت نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں قحط پڑا تو صحیح بخاری میں آتا ہے کہ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حضرت عباسؓ سے بارش کی دعاء کرائی اور حضرت عباسؓ کا "وسیلہ" پکڑ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہُوئے۔

اگر فوت شدہ بزرگوں کی قبروں پہ جا کر اور اُنہیں وسیلہ بنا کر دُعاء مانگنی جائز ہوتی تو کیا حضرت عمرؓ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پہ جا کر دُعاء نہ کرتے لیکن حضرت عمرؓ نے ایسا نہیں کیا بلکہ زندہ بزرگ کے ذریعے سے دعاء کروائی۔ اسی طرح کسی بھی صحابی نے کسی موقع پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پہ جا کر ان کو وسیلہ نہیں بنایا۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ اگر پکڑا جا سکتا ہے تو وہ صرف زندہ نیک لوگوں کا نہ کہ مرنے کے بعد قبروں میں مدفون لوگوں کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبروں میں مدفون بزرگ کو وسیلہ بنانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وسیلہ بنانے والا اُس فوت شدہ شخص کو نہ صرف زندہ سمجھتا ہے بلکہ اُسے خدا تعالیٰ کی طرح سمیع و بصیر اور عالم الغیب بھی سمجھتا ہے، تب ہی تو اس کی قبر پر جا کر یا اس کا نام جپ کر اُس سے عرض حال کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا کسی بھی نبی ولی بزرگ کو سمیع و بصیر اور عالم الغیب و حاضر ناظر جاننا اسی کا نام تو شرک ہے۔ اگر یہ شرک نہیں تو پھر مشرکینِ مکہ کو مشرک کیوں کہا جاتا ہے؟ وہ بھی تو اپنے معبودوں کو خالق و رازق نہیں سمجھتے تھے، وہ بھی آج کل کے قبر پرستوں ہی کی طرح ان کو خدا کے ہاں سفارشی سمجھتے تھے جس کی وضاحت خود قرآن مجید میں موجود ہے، وہ کہتے تھے۔ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس - ۱۸) "یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں"۔ یعنی ان کے ذریعے اور وسیلے سے ہم اپنی دُعائیں بارگاہِ خداوندی میں پہنچاتے ہیں۔ دوسرے مقام پر قرآن نے مشرکینِ مکہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر - ۳) "ہم ان کی پرستش (یعنی نذر و نیاز، چڑھاوے اور طواف و سجدے وغیرہ) اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں" یعنی ان کے ذریعے اور وسیلے سے ہم اللہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ بتلائیے! اگر یہ وسیلہ شرک نہیں تو پھر دنیا میں مشرک کون ہے؟

غلط استدلال ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی تائید میں چند "دلائل" بھی پیش فرمائے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے ان کی بھی وضاحت ہو جائے۔

ایک "دلیل" اُنہوں نے یہ پیش فرمائی ہے کہ شہداء کو قرآن نے زندہ کہا ہے چونکہ اولیاء کے مدارج بہت بلند ہیں اس لئے یقیناً وہ بھی زندہ ہیں۔

ہم عرض کریں گے بلاشبہ قرآن مجید میں شہداء کو زندہ فرمایا گیا ہے۔ لیکن یہ زندگی کون سی ہے؟ برزخ کی زندگی ہے، جس کا ہمیں شعور ہی نہیں ہے کہ وہ زندگی کس نوعیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے ۔ دُنیوی اعتبار سے وہ مُردہ ہی ہیں ۔ اگر شہداء کی برزخی زندگی کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ ہماری فریادیں سُنتے ہیں ، ہماری حاجت روائی کر سکتے ہیں اور ہمارے حالات سے وہ باخبر ہیں تو یقیناً عہد صحابہؓ و تابعینؒ میں شہداء اولیاء اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبروں پہ جا کر لوگ وہ کچھ ضرور کرتے جو آج کل ہر اصلی یا فرضی بزرگ کی قبر پر کیا جا رہا ہے ۔

دوسری "دلیل" یہ فرمائی ہے کہ مرے ہوئے کے تصوّر سے باتیں کرنا انسانی فطرت کا معمول ہے ، اس سے اسے سکون ملتا ہے ۔ سو جناب ! اس انسانی فطرت کے معمول سے انکار نہیں لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ مرے ہوئے شخص کو عالم الغیب ، حاظر و ناظر اور سمیع و بصیر سمجھنا ٹھیک ہے ۔ جس طرح کہ فوت شدہ بزرگوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھ کر ہی انہیں پکارا جاتا ہے اور ان سے فریادیں کی جاتی ہیں ۔ ایک بوڑھے شخص کا جواں سال بیٹا فوت ہو جائے ، وہ بوڑھا باپ بیٹے کی لاش کو مخاطب کر کے کہے " بیٹے اس بڑھاپے کے عالم میں مجھے اکیلا چھوڑ گئے ، اس بڑھاپے کا سہارا سمجھتے ہوئے تو تمہیں پالا پوسا تھا ، اب کون میرا دست و بازو بنے گا ؟ " وغیرہ وغیرہ ۔ ایک دوسرا شخص ہے وہ کسی ابتلاء سے دوچار ہوتا ہے وہ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی بجائے کسی قبر کا رُخ کرتا ہے ، وہاں ماتھا رگڑتا ہے ۔ اپنی تکلیف صاحب قبر کے سامنے پیش کرتا ہے اور الحاح وزاری سے رفع ابتلاء کی درخواست پیش کرتا ہے ۔ اوّل الذکر صورت یقیناً انسانی فطرت کا معمول ہے ، اس سے اسے کچھ سکون ملتا ہے ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ثانی الذکر صورت بھی ایسی ہی ہے ؟ یقیناً نہیں ۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ ان دونوں کو ایک دُوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے جس کو قیاسِ فاسد ہی کہا جائے گا ۔ اسی طرح موصوف کا مرثیہ ، اشعار میں مُردہ کے خطاب سے استدلال کرنا بالکل بے جوڑ سی بات ہے ۔ اگر کوئی شاعر اپنے مُردہ ممدوح کو خطاب کر کے اس کی بعض صفات کا اظہار کرتا ہے تو شاعر یہ نہیں سمجھتا کہ وہ مُردہ اس کی باتیں سُن رہا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یہ وہی صورت ہے جسے ڈاکٹر صاحب انسانی فطرت کا معمول کہتے ہیں جیساکہ ہم نے بھی اوّل الذکر مثال میں باپ بیٹے کی گفتگو کو اس کا مظہر قرار دیا ہے۔

اسی طرح نماز میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" جو پڑھا جاتا ہے جو بظاہر خطاب ہے لیکن اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کا عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ یہ حکایۃً پڑھا جاتا ہے خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز میں یہ الفاظ اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ ظاہر بات ہے کہ اللہ کا حکم پاکر آپ التحیات میں یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے ورنہ آپؐ کا خطاب کس سے ہوتا تھا؟

اگر یہ سلام بطور خطاب ہوتا تو اس کا جواب بھی ضروری ہوتا لیکن ظاہر بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، جب صحابۂ کرامؓ التحیات میں یہ سلام پڑھتے تھے، تو آپؐ جواب نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ نہ آپؐ سنتے تھے نہ صحابۂ کرام کا سنانے کا عقیدہ ہی ہوتا تھا، اب آپؐ کی وفات کے بعد یہ عقیدہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ آپؐ ہمارا التحیات والا سلام سنتے ہیں اور مسلمان آپ کو سنانے کے لئے ہی یہ سلام پڑھتے ہیں۔

بہرحال یہ سلام دعاء ہے جس کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا ہے اور دعاء کا یہ طریقہ بھی وہ ہے جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلایا ہے، ہمارا خود ساختہ طریقہ نہیں ہے۔ اس لئے اس مسنون سلام سے نہ خود ساختہ سلام کا جواز مہیا ہو سکتا ہے اور نہ مُردوں سے استمداد استعانت کا اثبات۔

وما علینا الا البلاغ المبین

ہفت روزہ الاعتصام

۱۶ر مارچ ۱۹۷۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقۂ غالیہ بریلویہ کے ترجمان

"رضائے مصطفےٰ" کے سوالات کے جوابات

۱۸ مئی ۷۲ء کے "الاعتصام" میں ہم نے فرقۂ غالیہ بریلویہ کے ترجمان ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" سے ایک نظم نقل کی تھی جو بظاہر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی منقبت میں تھی۔ لیکن درحقیقت وہ شرکیہ عقائد اور غلو کا ایک نمونہ تھی۔ اس میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خدائی صفات کا حامل قرار دیا گیا تھا۔ ہم نے اپنے صفحات میں یہ نظم اسی لئے نقل کی تھی کہ ہم بریلویوں کے مشرکانہ عقائد کی جو وضاحت کرتے رہتے ہیں کہ ان لوگوں نے بزرگوں کی شان اور منقبت کے نام پر شرک و بدعت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہ نظم اس عقیدے کا ایک واضح مظہر اور ہماری بیان کردہ باتوں کا ایک ثبوت تھی۔ ہم نے اس نظم پر عنوان دیا تھا "غلو کی انتہا" اور آغاز میں یہ نوٹ لکھا تھا۔

"فرقۂ بریلویہ اموات پرستی اور گور پرستی میں شرک کی جس انتہا کو پہنچ چکا ہے، اس کی ایک جھلک اس نظم میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جو جون کے "رضائے مصطفےٰ" میں شائع ہوئی ہے۔ ... اللہ تعالیٰ اس غلو اور شرک صریح سے ہم سب مسلمانوں کو بچائے (اور یہ بھی لکھا تھا) کہ ایسی سب کہانیاں بے ثبوت ہیں"۔ [1]

اس نوٹ پر "رضائے مصطفےٰ" بڑا سیخ پا ہوا ہے اور اس کے مدیر سرد بیر نے "الاعتصام" سے گیارہ (۱۱) سوالات کئے ہیں۔ اس زعم میں کہ شاید گیارہ کے عدد سے "گیارہویں شریف" کا ثبوت مہیا کیا جا سکے۔

---

[1] یہ مشرکانہ نظم صفحہ ۲۵ پر گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے تو اس سنیے "الاعتصام" میں اس نظم کی اشاعت ہی کو حضرت پیر جیلانیؒ کی "کرامت" ظاہر کیا ہے کہ جماعت اہل حدیث ان شرکیہ باتوں کے سننے کی روادار نہیں لیکن ان کے اخبار میں یہ نظم شائع ہو کر اہلحدیث کے گھر گھر پہنچ گئی۔ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس میں "کرامت" کا کونسا پہلو ہے۔ قرآن مجید نے مشرکوں کے عقائد نقل کئے ہیں۔ تو کیا یہ اُن کفار و مشرکین اور اُن کے باطل خداؤں کی "کرامت" سمجھی جائے گی کہ ان کے عقائد قرآن جیسی ابدی کتاب میں محفوظ ہو گئے۔ اور مسلمانوں کے گھر گھر پہنچ گئے۔ بات کرتے وقت کچھ تو عقل و فہم سے کام لینا چاہیئے لیکن یہ بے چارے بھی کیا کریں ان کو حلقۂ ارادت ہی ایسا ملا ہے کہ یہ لوگ کتنی بھی بے سروپا باتیں اپنے "وعظ شریف" میں بیان کر دیں سبحان اللہ! ماشاء اللہ، کی آوازیں ہی بلند ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کی یہ عادت پختہ ہو گئی ہے کہ جو منہ میں آئے کہتے چلے جاؤ چاہے قرآن و حدیث سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو، عقل و فہم سے انہیں کوئی واسطہ نہ ہو۔ اور فکر و نظر کی بارگاہ میں ان کی کوئی وقعت نہ ہو۔ ورنہ "الاعتصام" میں ان کے مشرکانہ عقائد کی مظہر نظم کی اشاعت ... کا "کرامت" سے کیا تعلق؟ اس طرح تو مدیر موصوف کو ہماری یہ کرامت بھی تسلیم کرنی چاہیئے کہ ہمارا "درسِ توحید" بھی رضائے مصطفٰی میں شائع ہو کر بریلویوں کے گھروں میں پہنچ گیا ہے۔ فللّٰہ الحمد علی ذلک۔

لیجئے اب "رضائے مصطفٰی" کے سوالوں کا جواب بالترتیب سُنیے! جو اس نے جون کے شمارے میں شائع کئے ہیں اور جن کا "معقول و مدلل جواب" الاعتصام سے طلب کیا ہے۔

سوال نمبر ۱ " غُلُوّ کی انتہاء سے کیا مراد ہے؟ کس حد تک غُلُوّ مذموم ہے۔ غُلُوّ کا اطلاق کہاں ہوتا ہے اور شرعاً غُلُوّ اور غُلُو کی انتہاء کا کیا حکم ہے "

جواب اگر مُدیر موصوف قرآن پر کچھ بھی تدبّر کر لیتے تو ان پہ غلو کا مفہوم بھی واضح ہو جاتا اور اس کے اطلاق اور شرعی حکم کا علم بھی۔ "غُلُوّ" کا لفظ خود قرآن مجید میں موجود ہے اور اس نے اسے جس سیاق میں ذکر کیا ہے اس سے وہ تمام پہلو واضح ہو جاتے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن سے مذکورہ سوالات کا خمیر اٹھایا گیا ہے۔ اس لیے ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں ہی غلو اور اس کے اطلاق وحکم کی وضاحت کرتے ہیں۔

قرآن نے دو مقام پر اہلِ کتاب کو "دین میں غلو" کرنے سے روکا ہے۔ ایک سورۃ نساء میں، دوسرے سورۂ مائدہ میں ——— فرمایا:۔

يَآ أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللّٰهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ (النساء۔ ۱۷۱)

"اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور اللہ پر حق کے سوا کوئی اور بات نہ ڈالو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو بس اللہ کے ایک رسول اور اس کا ایک کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی طرف القا فرمایا اور اس کی جانب سے ایک روح ہیں۔ پس اللہ اور رسولوں پر ایمان لاؤ اور تثلیث (تین خداؤں) کا دعوے نہ کرو۔ (اس عقیدے سے) باز آجاؤ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ الٰہ تو بس تنہا اللہ ہی ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔"

سورۂ مائدہ میں فرمایا گیا۔

يَآ أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ (المائدہ۔ ۷۷)

"اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے گمراہ ہوئے اور جنہوں نے بہتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو گمراہ کیا اور جو راہِ راست سے بھٹک گئے ۔"

ان آیات میں یہاں اہلِ کتاب سے مُراد نصاریٰ ہیں جنہوں نے دین میں غلُو کیا۔ غلُو کے معنی ہیں کسی چیز کی تائید و حمایت اور تعظیم و محبت میں حد سے بڑھ جانا۔ جس چیز کا جو درجہ و مرتبہ یا جو وزن و مقام ہے اس کو بڑھا کر کہیں سے کہیں لے جانا۔ علماء و ائمہ کو ان کے درجہ سے بڑھا کر رسولوں کا مقام عطا کر دینا اور انبیاء و رسل کو خدا یا شریکِ خدا بنا ڈالنا، جس کی تعظیم مطلوب ہو، اس کی عبادت و پرستش شروع کر دینا۔ یہ سب غلُو فی الدین ہے جس کا نقشہ حالیؔ نے مسدس میں اس طرح کھینچا ہے۔

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اور قرآن نے نصاریٰ کے اس طرزِ عمل ہی کے غلُو سے تعبیر کیا ہے۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی عقیدت و محبت میں اتنا تجاوز (غلُو) کیا کہ ایک برگزیدہ انسان کے رُتبے سے اٹھا کر انہیں خدائی صفات کا حامل قرار دے لیا۔ رسول کے بجائے انہیں خدا بنا ڈالا۔ اور بعضوں نے انہیں ابن اللہ باور کرایا۔ اسی طرح حضرت مریمؑ کی شان میں بھی انہوں نے غلُو کیا اور "خدا" کا مقام انہیں بھی عطا کر دیا۔ اس طرح ایک طرف تو وہ توحید کے بھی قائل رہے۔ لیکن دوسری طرف انہوں نے اقانیم ثلاثہ (تین خداؤں) کا عقیدہ بھی گھڑ لیا اور توحید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ اس پہ بھی ان کا اصرار رہا جس طرح فرقۂ بریلویہ نے بھی خدا کی وحدانیت کے عقیدے کے باوجود تین کے بجائے بیسیوں بزرگوں کو خدائی صفات کا حامل قرار دے رکھا ہے)

قرآن نے یہاں ان کو ان مشرکانہ عقائد سے روکا ہے اور اسے غلو سے تعبیر کیا ہے اور انہیں صحیح معنوں میں "توحید" پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہے۔ تفسیر و تشریح کا یہ موقعہ نہیں، ترجمے سے بھی کافی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس لئے تفصیل سے گریز کر رہے ہیں۔

بہر حال اس وضاحت سے غلو کا مفہوم اور اس کے اطلاق اور حکم ہر چیز کا علم ہو جاتا ہے۔ اب یہ حقیقت بحث طلب نہیں رہ جاتی ہے کہ فرقۂ بریلویہ بھی اسی غلو میں مبتلا ہے یا نہیں؟ اس کے عقائد بھی واضح ہیں۔ اس فرقے نے انبیاء و رسل تو کجا اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کو بھی "خدا" یا خدائی صفات کا حامل قرار دے رکھا ہے۔ نظم زیرِ بحث کا ہر بند بھی ہمارے اس دعوے پر دلیل ہے۔ بالخصوص اس کے یہ بند جن میں کہا گیا ہے کہ "بلائیں ٹال دینا غوثِ اعظم کا کام ہے۔" "دونوں جہانوں میں ہمیں ان کا سہارا ہے۔" "عالم میں ہر ایک شئی پر غوثِ اعظم کا قبضہ ہے۔" "سب انس و جن پر ان کا تصرف ہے۔" "وہ قُم باذن اللہ کہہ کر مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔" "ہمارا ظاہر و باطن ان کے آگے آئینہ ہے"۔ اور عالم میں کسی شئے کا ان سے پردہ نہیں۔

یہ تمام خدائی صفات ہیں جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں ثابت کی گئی ہیں۔ جو غلو کی انتہا ہے اور غلو کی یہ انتہا شرک کہلاتی ہے اور ملاحظہ فرمایئے کہ یہ فرقہ کس طرح صریحاً شرکیہ عقیدوں میں مبتلا ہے ؎

وہی جو مستویٔ عرش تھا خدا ہو کر ۔۔۔ اُتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

؎ شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں ۔۔۔ حبیبِ خدا خود خدا بن کے آیا

؎ ہمارا نبی تو بشر ہی نہیں ۔۔۔ خدا ہے تجھے کیا خبر ہی نہیں

؎ مقام اس نبی کا تو عرشِ بریں ہے ۔۔۔ خدا نہ کہے جو وہ کافر لعیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے کیا فرق ہے عزیزو حضرت میں اور خدا میں
وہ بھی الٰہ ہے یارو یہ بھی الٰہ ہے یارو

کیا یہ وہی غلو نہیں جس میں نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کی تعظیم و محبت کے نام پر مبتلا ہوئے اور جس سے بچنے کی حضورؐ نے بھی خاص طور پر تلقین کی تھی۔ لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب المفاخر والعصبیۃ) "میری مدح و تعریف اور تعظیم و عقیدت میں اس طرح مبالغہ اور غلو نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کیا۔ (یاد رکھو) میں صرف اللہ کا بندہ ہوں اور مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا۔"

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اپنے اپنے علاقوں کے گدی نشینوں اور فوت شدہ بزرگوں کو بھی اس فرقہ غالیہ نے خدائی صفات کا حامل قرار دے رکھا ہے، پیر عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق ان کے مزید شرکیہ اشعار ملاحظہ فرمائیں ے

اول محی الدین آخر محی الدین ظاہر محی الدین باطن محی الدین

خیال رہے کہ محی الدین حضرت پیر جیلانی کا لقب ہے اور اس شعر میں انہیں اس آیت کا مصداق ٹھہرایا گیا ہے۔ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن حالانکہ یہ صفات قرآن نے صرف خدا کے لئے بیان کی ہیں۔

ے انت شافی انت کافی فی مہمات الامور
انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ے المدد یا غوث اعظم المدد یا دستگیر
تیری نگاہ درکار ہے پیران پیر

اٹھا پھر درد سینے میں مگر اس کی دوا تم ہو نہ ہوتا ڈر قیامت کا تو کہہ دیتا خدا تم ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

؎ یا غوثِ اعظم بہرِ خدا سُن عرض میں بدکار دی — ندھ باجھ میرا کون ہے لے سار جو بیمار دی

؎ امداد کُن امداد کُن از بندِ غم آزاد کُن — در دین و دنیا شاد کُن یا شیخ عبدالقادرا

خواجہ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑ شریف مٹھن کوٹ کے بارے میں چند اشعار ملاحظہ فرمائیں ؎

میری لاکھ جانیں قربان اس پر — جو یثرب سے چاچڑ نشیں بن کے آیا

چاچڑ وانگ مدینہ دسّے، کوٹ مٹھن بیت اللہ — ظاہر دے وچ پیر فریدن باطن دے وچ اللہ

جو مشتاق نظارہ ہو میرے خواجہ کو آ دیکھے — عیاں شانِ خدائی ہے فقط پردہ ہے انساں کا

الغرض کہاں تک یہ اشعار نقل کئے جائیں، ان کا تو ہر مدفون بزرگ "خدائے قہار و غالب" اور "متصرفِ کائنات" بنا ہوا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی شان میں خدائی صفات کا اثبات اس فراخ دلی سے کیا گیا ہے کہ نصاریٰ کا غلو اس کے مقابلے میں کوئی نسبت ہی نہیں رکھتا۔ فنعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات والاکاذیب۔

سوال نمبر ۲ "شرک کی صحیح تعریف کیا ہے اور شرک کی انتہاء سے کیا مراد ہے؟

جواب شرک کی صاف اور آسان سی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اور لوگوں کو بھی ما فوق الاسباب طریق پر حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا جائے انہیں غائبانہ طور پر پکارا جائے، ان سے استمداد و استعانت کی جائے۔ اور ان میں خدائی صفات کا اثبات کیا جائے۔ مثلاً علم غیب، حاضر ناظر، تصرف فی الامور وغیرہ۔

اور شرک کی انتہاء سے مُراد اہلِ شرک کا یہ طرزِ عمل ہے کہ پہلے انہوں نے نبیوں کو خدائی صفت سے متّصف قرار دیا۔ پھر اس سے نیچے اُتر کر یہی خدائی صفات اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین میں بھی ثابت کیں۔ پھر اور پستی میں اُتر کر ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو خدائی صفات کا مظہر قرار دے ڈالا جس طرح قبوری شریعت کے مزاج شناس ایسی چیزوں سے واقف ہیں اور بعض دفعہ شرک کی انتہاء سے مراد کسی بزرگ کی شان میں وہ بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ غلو ہے کہ اس میں اور خدا میں قطعاً کوئی فرق ہی نہ رہے۔ جس طرح زیر بحث نظم میں اور دیگر مذکورہ اشعار میں سید عبدالقادر جیلانیؒ کو مقامِ الوہیت پر بٹھا دیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۳ " اموات پرستی دگور پرستی کا کیا مطلب ہے۔ پرستش کا کیا معنی ہے۔ اور کون کون سی چیز پرستش کہلاتی ہے؟ "غوث اعظم رضی اللہ عنہ" کو حیاتِ برزخی حاصل ہے یا نہیں، اگر ہے تو کس حد تک؟"

جواب اموات پرستی کا مطلب یہی ہے کہ جو اولیاء اللہ فوت ہو چکے ہیں، انہیں حاضر ناظر، عالم الغیب اور نافع و ضار سمجھ کر مدد کے لئے پکارا جائے۔ بزرگانِ دین کی قبروں پر جا کر ان سے استمداد و استعانت کرنا گور پرستی ہے اور غیر اللہ کو خدائی صفات واختیارات سے بہرہ ور سمجھ کر مافوق الاسباب طریق پر ان سے استمداد و استعانت پرستش (عبادت) کہلاتی ہے۔ چاہے وہ غیر اللہ پتھر کی مورتی ہو، کسی بزرگ کی قبر ہو یا کوئی اور صورت ہو جس چیز میں بھی کسی طریقے سے خدائی صفات تسلیم کر کے اس سے استمداد کی جائے، وہ پرستش ہی ہوگی۔

حیاتِ برزخی انبیاء علیہم السلام اور شہداء اور عام صالحین سب کو حاصل ہے۔ اور اس سے کس کو انکار ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس حیاتِ برزخی کی نوعیت کیا ہے؟ جس پر نصِ قرآنی لَا تَشْعُرُوْنَ شاہد ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ کسی کو اس کی حقیقت معلوم نہیں جب اس کی نوعیت ہی کا کسی کو علم نہیں تو اس کی حد؟ چہ معنی؟ پھر سیدنا عبدالقادر جیلانی رہ کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں، نہ اس حیاتِ برزخی کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری فریادیں سنتے ہیں اور انہیں خدائی اختیارات ملے ہوئے ہیں اور وہ زمین کے بطن میں بیٹھے ہوئے کائنات میں تصرف کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرامؓ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کی وفات کے بعد امداد مانگتے آپ سے فریادیں کرتے اور وہ بھی آپ کی طرح یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کی طرح "یا محمد شیئاً للہ" کا وظیفہ کرتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ حیاتِ برزخی کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔؟

سوال نمبر ۴ "غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زیرِ بحث منقبت میں کیا تمام باتیں شرک و پرستش سے تعبیر ہیں یا بعض باتیں۔ دونوں صورتوں میں شرک و پرستش کی باتوں کی نشاندہی کریں اور اس کی وجہ بتلائیں"۔

جواب قطع نظر اس کے کہ خود لفظ "غوثِ اعظم" بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ ہم اس نظم کے شرکیہ الفاظ پہلے نقل کر آئے ہیں۔ اب ان کی نشاندہی کی ضرورت نہیں۔

ان کے شرک اور "پرستش" ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ تو کجا انبیا علیہم السلام بھی ما فوق الاسباب طریق پر کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارنا شرک ہی کہلائے گا۔

سوال نمبر ۵ "الاعتصام" نے جن کرامات کو "ایسی سب کہانیاں بے ثبوت ہیں" کہہ کر انکار کیا ہے کہ زیرِ بحث منقبت میں مذکورہ سب کرامات بے ثبوت کہانیاں ہیں یا ان میں سے کچھ ثابت بھی ہیں تو کون کون سی کرامات ثابت ہیں"۔

جواب زیرِ بحث نظم میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی دراصل کرامت کوئی مذکور نہیں۔ بلکہ یہ سب من گھڑت قصے ہیں جنہیں "کرامات" کا عنوان دے دیا گیا ہے۔

"یا غوثِ اعظم" کا وظیفہ پڑھتے ہی تاجروں کا جہاز فوراً گرداب سے نکل آیا۔ "ایک وقت میں ستر ستر مریدوں کے ہاں گئے"۔ "غوثِ اعظم" کا اشارہ پاتے ہی فوراً ابرِ باراں اہلِ محفل پر برسنا موقوف ہو گیا۔ "انہوںؒ نے کئی مُردوں کو زندہ کر دیا"۔ "فرشتے ان کو مدرسے تک پہنچانے کے لیے ساتھ جاتے تھے"۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خلعت پہنائی"۔ "یہ کراماتی قصے جو نظم میں بیان کئے گئے ہیں۔ سب خرافاتی قصے ہیں جن کا نہ کوئی سر پیر ہے نہ کوئی اصل اور ثبوت۔ اسی طرح کے اور بھی جتنے قصے یار لوگوں نے گھڑ رکھے ہیں۔ اسی قبیل کے ہیں جن پر قبوری شریعت کے وہی مجاوران و پرستاران سر دھنتے ہیں جن کے فکر و نظر میں اتنی کجی آچکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ شرک و توحید اور بدعت و سُنّت میں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا جن کے نزدیک تمام بدعتیں عین دین ہیں۔ اور تمام مُشرکانہ افعال وعقائد کے باوجود جنہیں "موحد" ہونے کا فخر ہے۔

سوال نمبر ۶ "اگر یہ سب کرامات بے ثبوت کہانیاں ہیں تو ان کے نقل و بیان کرنے والوں کا کیا حکم ہے ؟"

جواب جو جھوٹ اور شرک و بدعت پھیلانے والوں کا حکم ہے۔ کیوں کہ یہ کہانیاں جھوٹی ہونے کے علاوہ جاہل عوام میں شرک و بدعات کی بھی آبیاری کرتی ہیں۔

سوال نمبر ۷ کیا "غوث الاعظم" رضی اللہ عنہ صاحب کرامات کثیرہ ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو آپ کی کتنی کرامات ثابت و مُستند ہیں اور کون کون سی بے ثبوت وضعی ہیں ؟

جواب یہ تمام باتیں بچگانہ ہیں۔ اول تو کرامت ایسی لازمی اور ضروری چیز نہیں کہ جس کے بغیر ولایت ادھوری رہتی ہو یا جس سے کرامات کا ظہور زیادہ ہو وہ زیادہ ولی ہے. کرامت اور ولی میں سُورج اور روشنی کا سا تعلق نہیں ہے کہ سورج نکلے گا تو روشنی ہوگی۔ اور روشنی نہ ہونے کا مطلب سورج کا عدمِ وجود ہوگا۔ اسی طرح یہ سمجھنا کہ جو ولی ہوگا اس سے کرامت کا ظہور ہوگا اور جس سے کرامت (خرقِ عادت اُمور) ظاہر ہو وہ ضرور ولی ہوگا، غلط ہے۔ "ولایت" کے لئے "کرامت نہیں، اتباعِ شریعت ضروری ہے۔ اور "کرامت" دلیلِ ولایت نہیں، کسی شخص کا صرف نیک کردار و عمل ہی دلیلِ ولایت ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے ولی تھے۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں شیخ عبدالقادر جیلانی رح جیسے جلیل القدر بزرگ اور ولی بھی ایک ادنیٰ ترین صحابی کے مقام ولایت کو نہیں پہنچ سکتے۔ حالانکہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے متعلق ہمیں یہ کراماتی قصے کہانیاں نہیں ملتیں۔

اس لیے یہ سوال کہ "شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب کراماتِ کثیرہ ہیں یا نہیں" اپنے اندر کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ اگر یہ سوال کیا جاتا کہ "وہ جلیل القدر بزرگ اور ولیِ کامل تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا نہیں"؛ تو ہمارا جواب اثبات میں ہوتا، گو ہم ان کی طرف منسوب کراماتی قصے اکثر من گھڑت سمجھتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ہمارے نزدیک خدارسیدہ بزرگ اور ولیٔ کامل تھے کیونکہ کرامات کے ظہور کو ہم ولایت کے لئے ضروری نہیں سمجھتے، البتہ ولایت کے لئے اتباعِ شریعت ضروری ہے اس کے بغیر کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا۔

جب ولایت کے لئے "کرامت" ضروری ہی نہیں تو اس بحث میں پڑنا کہ ان کی کون کون سی کرامات ثابت ہیں اور کون کون سی وضعی؟ یکسر بے فائدہ ہے۔ ویسے ایک موٹا سا اصول بیان کئے دیتے ہیں کہ ان کی زندگی میں اگر کوئی کرامت ظاہر ہوئی ہے اور اس کا صحیح ثبوت موجود ہے اور وہ عقل و فہم کے تقاضوں اور اصولِ شریعت سے بھی متصادم نہیں ہے تو اس کرامت کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کی وفات کے بعد سے متعلقہ تمام "کرامات" وضعی اور بے ثبوت ہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد ان کا اس دنیا سے ہر قسم کا تعلق ہی منقطع ہو گیا۔ اس لئے مرنے کے بعد ان کے "تصرفات" کا عقیدہ رکھ کر انہیں "کرامات" باور کرانا شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے یکسر غلط ہے بلکہ ایسی "کرامات" پر اعتقاد رکھنا از قبیل شرک ہے۔

سوال نمبر ۸ "بے ثبوت کہانیوں اور باثبوت کرامات جاننے کے لئے کون سی کتب مستند اور کونسا اصول و ضابطہ مقرر ہے؟"

جواب وہ اصول و ضابطہ وہی ہے جن کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے

سوال نمبر ۹ "بہجۃ الآثار، قلائد الجواہر، اخبار الاخیار، نزہۃ الخاطر جیسی کتب مشہورہ اور ان کے مصنفین حجت و معتبر ہیں یا نہیں؟"

جواب یہ کتابیں رطب و یابس کا مجموعہ ہیں اور ان کے مصنفین بھی حاطب اللیل قسم کے ہیں۔ اس لیے نہ یہ کتابیں معتبر و حجت ہیں نہ ان کے مؤلفین۔

ان میں درج شدہ واقعات و روایات صرف [illegible] مطابق قابل قبول ہوں گی جن کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ذکر کیا ہے۔

سوال نمبر ۱ "کیا بریلوی اہلِ سنّت اہلِ قبلہ مسلمان ہیں یا آپ کے بقول غلو کی انتہا، گور پرستی و شرکِ صریح کے باعث (معاذ اللہ) دائرہِ اسلام سے واقعی خارج ہیں؟"

جواب اس بحث کو بے ضرورت سمجھتے ہوئے کہ آپ "اہلِ سنّت" کے مصداق بھی ہیں یا نہیں؟ ہم سرِدست آپ کے سوال تک ہی جواب کو محدود رکھتے ہیں۔

ہاں! تو سنئے محترم! آپ حضرات کے جو عقائد ہیں اس کی رُو سے آپ کیا ہیں؟ اس کا جواب ہم اپنی طرف سے دینے کے بجائے خود آپ کے فقہائے حنفیہ کی تصریحات سے دیتے ہیں۔ حوالے غلط ہوں تو ضرور ہماری گرفت کیجئے۔ ورنہ ایں و آں کرنے اور صغریٰ کبریٰ بنا کر یہ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں کہ اہلِ حدیثوں نے ہمیں یہ بنا دیا ہے اور وہ بنا دیا ہے۔ خدا گواہ ہے ہمیں آپ کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے سے ہرگز دلچسپی نہیں لیکن مشکل تو یہ ہے کہ جس فقہ حنفی پر آپ ایمان رکھتے ہیں اس کے اکابر آپ کے عقائد کے حامل افراد پر "کفر" کا فتوے صادر کر رہے ہیں تیجئے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ملّا علی قاری حنفی امام ابُو حنیفہ کی مدوّن کتاب "فقہ اکبر" کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

ذکر الحنفیۃ تصریحًا بالتکفیر باعتقاد ان النبیّ علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵، طبع مجتبائی دہلی)

"فقہائے حنفیہ نے صراحۃً کہا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے وہ کافر ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالےٰ کے اس قول کے معارض ہے کہ "اللہ کے سوا آسمان و زمین میں کوئی بھی غیب کا علم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا"

اب آپ خود سوچ لیجئے کہ آپ نے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نہیں ہر چھوٹے بڑے ولی بلکہ ننگ دھڑنگ ملنگوں کو بھی عالم الغیب سمجھ رکھا ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "فتاویٰ قاضی خاں" کی صراحت بھی سن لیجئے۔

رجل تزوج بغیر شهود فقال الرجل والمرأة خدا و رسول را گواه کردیم۔ قالوا یکون کفراً لانه اعتقد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیا فکیف بعد الموت (ج ۴، باب ما یکون کفرا من المسلم وما لا یکون)

"جس شخص نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا، اور مرد و عورت نے کہا کہ "ہم خدا اور رسول ﷺ کو گواہ بناتے ہیں" فقہائے حنفیہ کہتے ہیں ایسا کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ تعالےٰ کی طرح) عالم الغیب ہیں حالانکہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں غیب نہ جانتے تھے تو بعد الموت کیونکر جانتے ہوں گے"

اسی قسم کی تصریحات بحر الرائق شرح کنز الدقائق وغیرہ میں بھی ہیں۔

۲۔ ایک عقیدہ آپ لوگوں کا یہ بھی ہے کہ غیر اللہ کے نام کی نذریں دینا آپ مانتے ہیں، ان کے نام کی نیازیں دیتے ہیں، ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اور ان کے نام کے جانور ذبح کرتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی نے اس فعل کو بھی ناجائز بلکہ کفر کہا ہے۔ چنانچہ ردّ المحتار شرح دُرّ مختار (ج ۲، ص ۱۳۱، طبع مصر) میں ہے۔

والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق۔

"نذر مخلوق کے لئے ماننا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ (نذر) عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے جائز نہیں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے نذر للمخلوق کی حرمت کے دلائل دیتے ہوئے علامہ شامی لکھتے ہیں۔

ومنھا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک کفر۔

یعنی" خدا کے سوا اوروں کے لئے نذر نیاز کے حرام اور باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس کے لئے نذر مانی گئی ہے اگر اسے کائنات میں تصرف کرنے کا اہل سمجھ کر ایسا کیا گیا ہے تو یہ عقیدہ کفر ہے"

اب آپ خود سوچ لیں کہ آپ لوگ جو بزرگوں کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں، " گیارہویں شریف" کرتے ہیں اور ان کے نام کے جانور ذبح کرتے ہیں تو یہ سب کچھ انہیں متصرف فی الامور سمجھ کر کرتے ہیں یا نہیں؟ یقیناً آپ عقیدتاً انہیں کائنات میں تصرف کرنے والے سمجھ کر ہی ایسا کرتے ہیں حالانکہ خود فقہ حنفی اس عقیدے کو" کفر" سے تعبیر کر رہی ہے۔ اسی سلسلے میں ایک اور حوالہ اپنی فقہ کا ملاحظہ فرمالیں۔

مایفعلہ الجھلۃ من الذبح علی قبور المشائخ والشھداء وغیرھم فھذا یوجب الحرمۃ اذا کان لغیر اللہ وان ذکروا اسم اللہ علیہ ویکفّرون بذلک (فتاویٰ غرائب فی تحقیق المذاھب)

" جو جاہل لوگ مشائخ اور شہداء کی قبروں پر (چڑھاوے) کے جانور ذبح کرتے ہیں وہ جانور حرام ہو جاتا ہے اگرچہ اللہ کا نام لے کر ہی ذبح کیا جائے۔ اور ایسا کرنے والوں کو کافر کہا گیا ہے"

۳۔ بزرگوں کی قبروں کے ساتھ فرقۂ بریلویہ وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے شریعت نے بڑی سختی سے روکا ہے۔ حتیٰ کہ ان کی قبروں پر سجدے تک کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ فقہ حنفی نے اسے بھی کفر سے تعبیر کیا ہے چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب کفایہ میں ہے۔

اما فی شریعتنا فلا یجوز لاحد ان یسجد لاحد بوجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من الوجوه ومن فعل ذلك فقد كفر۔

"ہماری شریعت اسلامیہ میں یہ قطعاً جائز نہیں ہے کہ کوئی کسی کو خدا کے سوا کسی طرح کا بھی سجدہ کرے اور جو ایسا کرے وہ کافر ہے"

محترم مُدیر "رضائے مصطفٰے" صاحب! ہم آپ پر کوئی فتویٰ نہیں لگاتے۔ البتہ ہم نے یہ ضرور کیا ہے کہ آپ کا اپنا آئینہ یعنی فقہائے حنفیہ کے ارشادات آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں تاکہ اس میں اپنا چہرہ دیکھ کر اپنے متعلق خود ہی فیصلہ کرلیں۔ دیکھئے! غصے میں آکر اس آئینے کو نہ پھینکیے گا، یہ "وہابی" کے فتویٰ نہیں، بلکہ جس فقہ پہ آپ کے فتاویٰ کا دارومدار ہے۔ اس کی تصریحات ہیں۔

مُدیر "رضائے مُصطفٰے" کی بے حواسی

سوالات کے آخر میں مُدیر "رضائے مصطفٰے" بڑے طنطنے اور ہمہمے سے لکھتا ہے۔

"الاعتصام والو۔ اگر سچے ہو تو ان گیارہ سوالات کا نمبروار معقول مدلّل جواب جلد شائع کرو۔ دیکھنا کہیں گیارہویں شریف کے عدد ہی سے بے حواس نہ ہو جانا"

ہم نے الحمد للہ "رضائے مصطفٰے" کی خواہش کے مطابق نمبروار ہر سوال کا مدلّل جواب دے دیا ہے لیکن "رضائے مصطفٰے" کے جناب مدیر کی اس بے حواسی پر ہمیں بڑا ترس آرہا ہے کہ "الاعتصام" کے تصوّر ہی سے ایسا حواس باختہ ہوئے ہیں کہ سوالات تو جناب نے دس کئے ہیں اور بے چارے ڈرا رہے ہیں ہمیں گیارہ کے عدد سے۔ محترم گیارہویں کے عدد سے ہم حواس باختہ ہونے والے نہیں۔ حواس باختہ تو آپ خود ہو رہے ہیں کہ لکھے دس سوال ہیں اور کہہ یہ رہے ہیں کہ ہم نے گیارہ سوال کئے ہیں۔ ذرا اپنے سوالات دوبارہ ملاحظہ فرمالیں کہ وہ دس ہیں یا گیارہ؟

محترم، مدیر صاحب! ہمارے "خدائے واحد" کے تصرّفات بھی دیکھئے کہ چلے تو آپ تھے گیارہ سوال کرکے "گیارہویں شریف" ثابت کرنے۔ لیکن وہ "دہچہ" ہی رہ گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دیکھیے! سوال نمبر ۴ کے بعد سوال نمبر ۵ غائب ہے۔ گویا آپ کے "پنجتن پاک" بھی گئے۔ فسبحان من له الخلق والامر۔ اب تو مان لیجئے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا اور متصرف فی الامور نہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

(ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور۔ جولائی۔ اگست ۱۹۷۳ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزرگانِ دین کی قبروں پر میلوں ٹھیلوں کا اہتمام

شریعت اسلامیہ کی نظر میں

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو جتنی تاکید کے ساتھ شرکیہ اُمور سے مجتنب رہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ افسوس ہے آپ کی یہ نام لیوا اُمت اسی قدر مشرکانہ عقائد و اعمال میں مبتلا ہے اور اپنے پیغمبر کی تمام ہدایات کو فراموش کر چکی ہے۔ آپ نے واضح الفاظ میں فرما دیا تھا۔ اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ ھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ (صحیح مسلم۔ ج ۱۔ ص ۲۰۱)

"لوگو! کان کھول کر سن لو، تم سے پہلی اُمت کے لوگوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں اولیاء و صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ (مساجد) بنالیا تھا، خبردار! تم نہ (ان کی طرح) قبروں کو مساجد (عبادت گاہ) بنالینا، میں تم کو اس سے روکتا ہوں"

آپ نے مرض الموت میں یہود و نصاریٰ کے اس مشرکانہ عمل پر لعنت فرمائی جس سے مقصد اپنی اُمت کو اس عمل سے بچانا تھا۔ فرمایا۔ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ ھِمْ مَسَاجِدَ (حوالۂ مذکورہ)

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔"

ایک اور روایت میں فرمایا۔ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ ھِمْ مَسَاجِدَ (مسند احمد، جلد ۱۲، صفحہ ۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس قوم (یعنی یہود و نصاریٰ پر) اللہ تعالیٰ کا سخت غضب نازل ہوا جس نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔"

اسی طرح آپؐ نے اُمتِ مسلمہ کو خود اپنے بارے میں غُلوّ کرنے سے روکا کیوں کہ یہ غلوِ عقیدت ہی مشرکانہ عقائد و اعمال کا باعث ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یَا اَیُّهَا النَّاس ..... اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَا رَفَعَنِیَ اللّٰهُ (مسند احمد۔ عن انس۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۱۶) "لوگو! میں عبداللہ کا بیٹا محمدؐ ہوں۔ اور اللہ کا رسول ہوں۔ بخدا مجھے ہرگز یہ پسند نہیں کہ مجھے اُس درجے سے بڑھاؤ جس پر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا ہے" یعنی نبوّت و رسالت کے مقام سے بھی بڑھانے لگ جاؤ۔

ایک اور روایت میں آپؐ نے فرمایا لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ۔ باب المفاخرۃ والعصبیۃ۔ ص ۴۱۶) "میری عزّت و توقیر میں اس طرح مبالغہ اور غلوّ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے مسیح ابن مریم کے ساتھ کیا۔ میں تو صرف اُس کا بندہ ہوں، اس لیے مجھے صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا" (خدائی صفات و اختیارات سے مجھے متّصف نہ کر دینا)

مولانا حالی نے اس حدیثِ رسولؐ کو یوں اُردو کا جامہ پہنایا ہے ؎

نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم ! — نہ تربت کو میری بنانا صنم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم — کہ بےچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی — کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اپنی قبر کے متعلق بھی آپؐ نے اپنی اُمت کو تنبیہ فرمائی۔ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِيْدًا (ابوداؤد) "میری قبر کو عید مت بنانا" یعنی "زیارت کے لئے اجتماع نہ کرنا جیسے "عید" پر اجتماع کرتے ہو" (عون المعبود - ج ۲ ص ۱۷۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :-

هٰذا اشارة الی سدّ مدخل التحریف کما فعل الیهود والنصاریٰ بقبور انبیاءهم وجعلوها عیدًا وموسمًا بمنزلة الحج (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ ص ۷۷ طبع مصر)

یعنی "اس فرمان سے دین میں تحریف کے دروازے کو بند کرنا مطلوب ہے کہ یہ اُمّت بھی یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے بزرگوں کی قبروں کو حج کی طرح موسم اور عید ہی نہ بنا ڈالے "

علاوہ ازیں آپؐ نے بارگاہِ ایزدی میں دُعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ (مسند احمد، ج ۱۳ ص ۸۷ طبع ثانی مصر) "اے اللہ! میری قبر کو "وثن" (بُت) بننے سے بچائیو، (کہ اس کی پرستش کی جائے)

معلوم ہوا کسی قبر کو خاص قابلِ تعظیم سمجھنا' اسے پتھّر کی مورتیوں کی طرح بُت بنانا' اور سمجھنا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وقول النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم اللّٰهمّ لاتجعل - الخ دلیل علیٰ ان القبور قد تجعل اوثانا وهو صلی اللہ علیہ وسلّم خاف من ذلك فدعا اللہ ان لا یفعله بقبرہٖ واستجاب اللہ دعاءہ رغم انف المشرکین الضالّین الذین یشبهون قبر غیرہ بقبرہ (کتاب الرد علی الاخنائی علی هامش "الرد علی البکری" ص ۲۳۴)

" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ دُعا، اس بات پر دلیل ہے کہ قبریں بھی اوثان (بُت)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جاتی ہیں۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے ڈر گئے تھے کہ کہیں میری قبر بھی بُت نہ بن جائے اور آپؐ نے اللہ سے دعاء کی کہ میری قبر کے ساتھ ایسا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء کو قبول فرمالیا۔۔۔۔

ایک اور مقام پر امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

وهم دفنوه صلى الله عليه وسلم في حجرة عائشة رضي الله عنها خلاف ما اعتادوه من الدفن في الصحراء لئلا يصلي احد عند قبره ويتخذه مسجدا فيتخذ قبره وثنا (العقود الدرية - ص ۳۳۸) یعنی "آپؐ کو خلافِ معمول کسی کھلی جگہ میں دفن کرنے کے بجائے حضرت عائشہؓ کے حجرے (چاردیواری) میں اسی لئے دفن کیا گیا تاکہ کوئی شخص آکر وہاں نماز اور عبادت کا اہتمام نہ کرے کہ اس طرح آپؐ کی قبر "وثن" (بُت) بن جاتی۔"

خود حضرت عائشہؓ بھی فرماتی ہیں۔

لولا ذلك لابرز قبره غير انه خشي ان يتخذ مسجداً (صحیح مسلم، ج ۱۔ ص ۲۰۱) " اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ آپ کی قبر کو عبادت گاہ (مسجد) بنالیا جائے گا، تو آپؐ کی قبر (چاردیواری کے بجائے) کسی کھلے مقام پر بنائی جاتی۔"

اسی طرح آپؐ نے تین مقامات کے علاوہ کسی بھی مقام کے لئے تقربی سفر کی اجازت نہیں دی ہے اور واضح الفاظ میں اس کی ممانعت فرمادی ہے۔ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ (صحیحین) تین مسجدوں (بیت اللہ، بیت المقدس اور مسجد نبویؐ) کے سوا کسی بھی جگہ کی طرف سفر (برائے ثواب وتقربِ الٰہی) نہ کیا جائے" ـــــــ اس امتناعی حکم کے ذریعے سے آپؐ نے کسی بھی قبر کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقصدِ تعظیم وزیارت جانے سے منع فرمادیا ہے جس طرح کہ زمانۂ جاہلیت میں عرب مشرکین کے ہاں رواج تھا جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ۔

کان اهل الجاهلیة یقصدون مواضع معظمة بزعمهم ویزورونها ویتبرکون بها وفیه من التحریف والفساد مالا یخفی فسد النبی صلی الله علیه وسلم الفساد لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعة لعبادة غیر الله والحق عندی ان القبر ومحل عبادة ولی من اولیاء الله والطور کل ذلك سواء فی النهی ۔ (حجة الله البالغة ۔ ج ۱ ۔ ص ۱۹۲)

یعنی" زمانۂ جاہلیت میں لوگ ایسے مقامات پر جاتے تھے ۔ جو ان کے گمان میں بڑے بابرکت ہوتے تھے ۔ ان کی تعظیم وزیارت اور حصولِ برکت کے لئے جاتے ۔ اس میں چونکہ عبادتِ غیر اللہ کا دروازہ کھلتا ہے ۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بگاڑ کی اس جڑ کو (حکماً) بند کردیا ۔ اور میرے نزدیک قبریں بھی اس میں داخل ہیں کہ ان کی طرف قصد کرکے تقربی سفر کیا جائے ۔"

دوسری جگہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں :۔

کل من ذهب الی بلدة اجمیر او قبر سالار مسعود او ما ضاهاها لاجل حاجة یطلبها فانه اثم اثما اکبر من القتل والزنا الیس مثله الا مثل من کان یعبد المصنوعات او مثل من کان یدعوا اللات والعزی (التفهیمات الالهیة ، ج ۲ ۔ ص ۴۹ طبع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدید یا حیدرآباد. سندھ) یعنی" جو شخص بھی شہر اجمیر (خواجہ معین الدین اجمیری کی قبر پہ) یا سالار مسعود اور ان جیسے دیگر بزرگوں کی قبروں پر طلب حاجت کی غرض سے جاتا ہے وہ ایسے سخت گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جو قتل اور زنا سے بھی بڑھ کر ہے اور ایسا شخص ان ہی لوگوں کی طرح ہے جو اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کی پرستش کرتے ہیں یا اُن کی طرح جو لات و عُزّیٰ کو حاجت برآری کے لئے پکارتے ہیں "

اِن احادیث اور فرمُودات اکابر سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں کو قابل تعظیم سمجھنا، ان کی قبروں پر سالانہ میلے لگانا، قبروں پر حصُولِ برکت اور زیارت کی غرض سے جانا، اہلِ قبور سے استمداد و استعانت کرنا، قبروں کا طواف کرنا اور انہیں عبادت گاہ بنانا، ان کے لیے تقرّب سفر اختیار کرنا یہ سب اُمور مشرکانہ ہیں جو ہمیشہ مشرک قوموں کا شعار رہا ہے جس پر وہ اللہ تعالےٰ کے غضب اور لعنت کی مستحق قرار پائیں، اور ان سب اُمور سے آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پُوری سختی سے روکا ہے لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ان واضح تصریحات کے برعکس ان تمام مشرکانہ اُمور میں بُری طرح مُبتلا ہیں۔

- ہم یعنی مسلمان بزرگوں کی طرف منسوب سچّی یا فرضی قبروں کو اس لیے قابلِ تعظیم سمجھتے ہیں کہ ہمارے زعم میں وہ ان قبروں میں زندہ ہیں اور نفع نقصان اور لینے دینے پر قادر ہیں۔
- ہم نے ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ قبروں کو تعظیم وعقیدت سے چُومتے ہیں۔ ان کے آگے ماتھا تک ٹیکنے میں کوئی تأمّل نہیں کرتے اور ان سے حاجات طلب کرتے ہیں۔
- ان کی قبروں پر سالانہ میلے ٹھیلے لگاتے ہیں، ہر جمعرات کو قبروں پر جمع ہوتے ہیں اور وہاں چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان قبروں کی زیارت کی غرض سے دُور دراز کے سفر کر کے پاکپتن، "داتا دربار" میاں میر اور دیگر قبروں پر حاضری دیتے ہیں۔

علمائے سُو تو ان امور کی سرپرستی کر ہی رہے ہیں لیکن افسوس کہ اس کے ساتھ ارباب حکومت بھی اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ تمام بڑی بڑی قبریں، جن کو غلط طور سے "مزارات" کہا جاتا ہے۔ اوقاف کی زیر تحویل ہیں، حکومت کو چاہیئے تھا کہ اپنے قبضے میں لینے کے بعد ان تمام قبروں کو شریعت اسلامیہ کے حکم کے مطابق ڈھا کر باقی عام قبروں کے برابر کر دیتی اور ان کی تعظیم و پرستش کے راستے بند کر کے عوام کو توحید کی حقیقت سے روشناس کراتی۔ مگر افسوس حکومت نے اپنا یہ فرض ادا نہیں کیا اور بگڑے ہوئے عوام کو مزید توہمات میں اُلجھانے کے لیئے شرک کی سرپرستی شروع کر دی۔ اب فریاد کریں بھی تو کس سے کریں، مولانا حالی نے مسلمانوں کی اس حالت کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے کاش ہم اس سے عبرت پکڑیں۔

کرے غیر گر بت کی پُوجا تو کافر | جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر | کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں! | اماموں کا رُتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں | شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

("الاعتصام" ۴ فروری ۱۹۷۵ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبروں میں مدفون بزرگ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ

ماہنامہ "الزکوٰۃ" کے ایک مضمون پر سرسری نظر

مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ اسلام آباد کے آرگن ماہنامہ "الزکوٰۃ" (شمارہ فروری ۱۹۸۳ء) میں "حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مختصر سوانح حیات اور ان کے روحانی علوم مرتبت" پر ایک مضمون ادارے کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ اس مضمون میں قرآن وحدیث کی واضح تصریحات کے برعکس قبروں کے مدفون اولیاء اللہ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ قبروں میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں، نظم کائنات میں دخل دیتے ہیں اور ان کی ارواح کا فیضان ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ان کی قبروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس لیے مشائخ کے "عرسوں" کا قیام، ان کے "مزاروں" کی پابندی سے زیارت کرنا، ان کی ارواح کے نام سے صدقہ دینا، ان کے آثار و تبرکات، ان کی اولاد اور ان کے متعلقین کی تعظیم و تکریم میں پورا اہتمام کرنا یہ سب ضروری امور ہیں (خلاصہ صفحات ۱۰۔ ۱۱)

اور یہ سب باتیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کتاب "ہمعات" کے حوالے سے کہی گئی ہیں۔ نہ قرآن کی کوئی آیت پیش کی گئی۔ نہ کوئی حدیث کا حوالہ دیا گیا اور نہ صحابہؓ و تابعینؒ کا تعامل درج کیا گیا ہے۔ بلاشبہ شاہ ولی اللہؒ اپنے دور کے ایک عظیم مصلح، ایک بڑے صوفی، ممتاز فقیہ اور عبقری شخصیت تھے لیکن تھے وہ بہرحال غیر معصوم اور خطا ونسیان کی صفت سے متصف۔ انہوں نے جہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حجۃ اللہ البالغہ" "الفوز الکبیر" "البلاغ المبین"[۱]، جیسی بے مثال اور انتہائی مفید کتابیں اپنی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ جن سے اسلامی لٹریچر کی علمی ثروت میں اضافہ ہوا ہے۔ وہاں دوسری طرف اپنے زندگی کے کسی دور میں انہوں نے "ہمعات" وغیرہ جیسی کتابیں بھی لکھی ہیں جن سے امورِ شرکیہ و بدعیہ کی تائید ہوتی ہے۔ یوں ان کے افکار و تحریرات میں تضاد و تناقص کی شکل پائی جاتی ہے۔

جب واقعہ یہ ہے کہ ایک تو وہ معصوم عن الخطاء نہیں۔ دوسرے، ان کی اس کے برعکس تصریحات بھی موجود ہیں۔ تو ظاہر بات ہے کہ ان کی ہر بات آنکھیں بند کر کے قبول نہیں کی جاسکتی۔ اصولاً انہیں پرکھنا اور جانچنا چاہیئے۔ اور جو بات قرآن و حدیث اور تعاملِ صحابہؓ کے مطابق ہو، اُسے قبول کیا جائے۔ اور دیگر باتوں کو کسی دور کی یا از قبیل شطحیات سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔

یہ ایک ایسی بنیادی بات ہے جس سے کسی کو مجالِ انکار نہیں ہونا چاہیئے اور لطف یہ ہے کہ خود حضرت شاہ صاحب نے بھی اپنے افکار کے بارے میں یہ صراحت کی ہے کہ میرے قلم سے قرآن و حدیث، اجماع قرونِ ثلاثہ مبارکہ اور جمہور مجتہدین کے خلاف جو کچھ ضبطِ تحریر میں آیا ہے اس سے میں اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ چنانچہ موصوف حجۃ اللہ البالغہ کے مقدمے میں بڑے واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں۔

وھا انا بریئ من کل مقالۃ صدرت مخالفۃ لآیۃ من کتاب اللہ او سنۃ قائمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

---

[۱] شاہ صاحب کی طرف اس کی نسبت میں شکوک ظاہر کیے جا رہے ہیں لیکن ذکر اس میں حضرت شاہ صاحبؒ ہی کی ہے جیسا کہ آپ کی مستند تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک جگہ ان کی تالیفات میں اس کا ذکر بھی ہے (تفصیل کے لئے دیکھیے مقدمہ "اتحاد النبیہ" بہ تحقیق از مولانا محمد عطاء اللہ حنیف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

او اجماع القرون المشهود لها بالخیر او ما اختاره جمہور المجتہدین ومعظم سواد المسلمین فان وقع شئ من ذلک فانہ خطأ رحم اللہ تعالیٰ من ایقظنا من سنتنا او نبہنا من غفلتنا (ص ۱۰۔۱۱ جلد اوّل طبع منیریہ۔ مصر)

"میں اپنی ہر اُس بات سے اظہارِ براءت کرتا ہوں جو کتاب اللہ، سُنّتِ صحیحہ اور دورِ خیر القرون (صحابہؓ و تابعینؒ) کے اجماع، جمہور مجتہدین۔ سوادِ مسلمین کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو ہماری غفلتوں پر ہمیں بیدار اور خبردار کردے"

اور "المقالۃ الوصیۃ فی النصیحۃ والوصیّۃ" میں سب سے پہلی وصیّت انہوں نے یہ بیان کی ہے۔

اوّل وصیّت :۔ این فقیر چنگ زدن است بکتاب وسُنّت در اعتقاد وعمل وپیوستہ بتدبیر ہر دو مشغول شدن وہر روز حصّہ از ہر دو خواندن واگر طاقت خواندن ندارد، ترجمۂ ورقے از ہر دو شنیدن۔ و در عقائد مذہب قدمائے اہلِ سنّت اختیار کردن واز تفصیل وتفتیش آنچہ سلف تفتیش نہ کردند۔ اعراض نمودن وبہ تشکیکات خام معقولیان التفات نہ کردن و در فروع پیرویٔ علمائے مُحدّثین کبار کہ جامع باشند میانِ فقہ وحدیث کردن ودائما تفریعاتِ فقہیہ را بر کتاب وسُنّت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والاّ کالائے بد بریش خاوندادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسُنّت استغناء حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا کہ تقلید عالمے را دست آویز ساختہ تتبع سُنّت را ترک کردہ اند نشنیدن وبدیشاں التفات نہ کردن وقربت خدا جستن بدوریٔ ایناں (وصیت نامہ ص ۲۔۳ طبع مجتبائی دہلی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس فقیر کی پہلی وصیت یہ ہے کہ اعتقاد اور عمل دونوں میں کتاب و سنّت کو نہایت مضبوطی سے پکڑا جائے اور ان میں تدبّر برابر جاری رکھا جائے اور اگر عربی نہ جاننے کی وجہ سے خود نہ پڑھ سکتا ہو تو کسی دوسرے سے کم از کم ایک ورق دونوں کا ترجمہ ہی سن لیا کرے اور عقائد میں قدمائے اہل سنّت کا مسلک اختیار کیا جائے اور سلف نے جس چیز کی کھود کرید نہیں کی اس کے پیچھے نہ پڑا جائے اور معقولیانِ خام جو شبہات پیدا کرتے ہیں ان کی طرف مطلق توجّہ نہ کی جائے۔ اور فروع فقہ میں ان علمائے محدّثین کی پیروی کی جائے جو حدیث اور فقہ کے جامع ہوں اور ہمیشہ فقہی تخریجات کو کتاب و سنّت پر ضرور پیش کیا جائے۔ پھر جو اس کے موافق ہو، اس کو قبول کیا جائے۔ ورنہ کالائے بد بریش خاوند والا معاملہ کیا جائے۔ اور یہ یاد رکھا جائے کہ اُمّت کسی وقت بھی مجتہداتِ فقہاء (فقہاء کے اجتہادی مسائل) کو کتاب و سنّت کو جانچنے سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ اور ایسے متقشف فقیہ جو کسی عالم کی بات کو دستاویز بنا کر سُنّت کے تتبع سے بے پروا ہو گئے ہیں۔ اُن کی بات تک نہ سُنی جائے۔ اور ان کی طرف کسی قسم کا التفات نہ کیا جائے۔ بلکہ اُن سے دُور رہ کر خدا کی خوشنودی اور اس کا تقرّب حاصل کیا جائے۔"

اور اسی طرح اپنی مختلف کتابوں (حجۃ اللہ، الانصاف، عقد الجید، التفہیمات، القول الجمیل اور فیوض الحرمین وغیرہ) میں اُمّت کے ما بہ الاختلاف فقہی مسائل کا حل انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان فقہی اختلافات کو ظواہر قرآن و حدیث پر پیش کیا جائے جو ان کے موافق ہوں اُنہیں اپنا لیا جائے۔ اور خلافِ قرآن و حدیث مسائل کو ترک کر دیا جائے۔

شاہ ولی اللہ کے اس بنیادی اصول کی روشنی میں اب دیکھنا چاہیے کہ شاہ صاحب کی مختلف بلکہ بظاہر متضاد عبارتوں میں ان کے اپنے معیار اور قرآن و حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لحاظ سے صحیح وصواب کیا ہے اور غلط کیا؟ چنانچہ فوت شدہ بزرگوں کے بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ کا ایک نقطۂ نظر تو وہ ہے جو "الزکوٰۃ" کے حوالے سے ابتداء میں نقل کیا جا چکا ہے جس کی رُو سے قبروں میں مدفون اللہ کے بندے لوگوں کی حاجت روائی کرنے، ان کی فریادیں سننے اور تصرّفات کرنے پر قادر ہیں نیز ان کی قبروں پر عُرس وغیرہ رسُومات اور اُن کے نام کی نذر نیازیں بھی جائز ہیں لیکن دوسری طرف شاہ صاحب نے ان تمام چیزوں کو غلط اور شرک وبدعت سے تعبیر کیا ہے۔ اس سلسلے کے چند حوالے ملاحظے کے لیے پیش خدمت ہیں۔

حُجّۃ اللہ البالغہ کے باب - فی بیان حقیقۃ الشرك - میں شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

"شرک کی ایک قسم یہ ہے کہ بعض لوگ اللہ کے نیک بندوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں خاص عزّ وشرف سے نوازا ہے اور انہیں بعض اُمورِ خاص میں تصرّف کرنے کی قدرت عطا کی ہے وہ ان کی سفارش قبول کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے اختیارات اپنے ان بندوں کے کہنے کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ ..... وغیرہ وغیرہ"

پھر لکھتے ہیں۔

وهذا مرض جمهور اليهود والنصارىٰ والمشركين وبعض الغُلاة من منافقي دين محمّد صلى الله عليه وسلّم يومنا هذا (ص ٦١)

" اور شرک کی یہ وہ بیماری ہے جس میں یہود، عیسائی اور مشرکین بالعموم اور ہمارے زمانے میں مسلمانوں میں سے بعض غالی منافقین مُبتلا ہیں"

اسی باب میں وہ حدیثِ نبویؐ لا تشد الرحال الّا الی ثلاثۃ مساجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حوالہ دے کر مسجدِ نبوی، مسجدِ حرام اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ دیگر مقامات کو مقدس اور متبرّک سمجھ کر جانے اور ان کے ذریعے سے تقرّب حاصل کرنے کو غیر اللہ کا حج قرار دیتے ہیں (جیسا کہ فی الواقع بعض قبروں پر حج ہوتا ہے)

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں لکھتے ہیں :۔

"اگر در تصویر حال مشرکین و اعمالِ ایشاں توقّف داری احوال محترفانِ اہلِ زمانہ خصوصًا آناں کہ بہ اطراف دارالاسلام سکونت دارند ملاحظہ کن کہ ۔۔۔۔ بہ قبور و آستانہا می روند و انواعِ شرک بہ عمل می آیند" (ص ۵ مطبع علیمی لاہور)

"اگر عرب کے مشرکین کے احوال و اعمال کا صحیح تصوّر تمہارے لئے مشکل ہو اور اس میں کچھ سوچ بچار ہو تو اپنے زمانے کے پیشہ ور عوام خصوصًا وہ جو دارالاسلام کے اطراف میں رہتے ہیں، ان کا حال دیکھ لو، وہ قبروں، آستانوں اور درگاہوں میں جاتے ہیں اور طرح طرح کے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔"

التفہیمات الالٰہیۃ میں فرماتے ہیں :۔

کلّ من ذهب الی بلدة اجمیر او قبر سالار مسعود او ما ضاهاها لاجل حاجة يطلبها فانه اثم اثما اكبر من القتل والزنا۔ اليس مثله الا مثل من كان يعبد المصنوعات او مثل من كان يدعوا اللات والعزٰی (ج ۲، ص ۴۵، طبع قدیم)

"ہر وہ شخص جو شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر اور دیگر ان جیسی قبروں اور جگہوں پر طلب حاجات کی غرض سے جاتا ہے، وہ قتل و زنا سے بھی زیادہ بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایسا شخص بالکل اس شخص کی طرح ہے جو خود ساختہ چیزوں (بتوں) کی عبادت کرتا ہے یا اس شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح جو لات و عزّیٰ کو پکارتا ہے۔"
ایک دُوسرے مقام پر لکھتے ہیں:۔

ومن اعظم البدع ما اخترعوا فی امر القبور فاتخذوھا عیداً (ج ۲ - ص ۶۴ - التفہیمات)

یعنی "بڑی بدعتوں میں سے یہ بھی ہے کہ قبروں کے متعلق بہت سی باتیں از خود گھڑلی ہیں اور قبروں کو میلے کی حیثیت دے دی ہے"
اور "البلاغ المبین" میں، جو پُوری کتاب قبر پرستی ہی کے خلاف ہے، لکھتے ہیں۔
"عادتِ آتش پرستاں وہم عادت بُت پرستانِ ہند کہ روزے از روزہائے معین در ہر سال عید می کنند و مجمع عام می نمایند۔ پیر پرستاں نیز عید غدیرِ خم و عُرس ہائے قبورِ بزرگان مقرر کردہ اند کہ چو لعیش آنہا دراں ایام دادِ عیش و طرب و لہو و لعب می دہند و اَرواحِ خبیثہ شیاطین را خورسند ساختہ" (ص ۳۱)
"آتش پرستوں اور ہندؤوں کی یہ عادت ہے کہ ایک دن مقرر کرکے (کسی تھان وغیرہ پر) جمع ہو کر عید مناتے ہیں۔ پیر پرست فرقے نے بھی ان کے قدم بہ قدم کئی عیدیں بنا رکھی ہیں اور آئے دن کسی نہ کسی بزرگ کے "مزار" پر عُرس رچائے جاتے ہیں اور انہی کی طرح عیش و عشرت کرکے شیطان کو خوش کرتے ہیں۔"
اور حجۃ اللہ کے ایک دُوسرے مقام پر اس سلسلے میں لکھتے ہیں:۔

کان اھل الجاھلیۃ یقصدون مواضع معظمۃ بزعمھم یزورونھا و یتبرکون بھا وفیہ من التحریف والفساد ما لا یخفی فسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفساد لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ والحق عندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان القبر ومحل عبادة ولی من اولیاء اللہ والطور کل ذالک سواء فی النهی (حجۃ اللہ البالغہ ج۔ص ۱۹۲)

" زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنے مزعومہ متبرک مقامات کی زیارت کے لئے جاتے تھے، اس میں چونکہ غیر اللہ کی عبادت کا دروازہ کھلتا ہے جو کسی سے مخفی نہیں، اس لیئے تحریف اور فساد کے اس راستے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان کا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد کے ذریعے سے) بند فرما دیا۔ تاکہ غیر شعائر، شعائر سے نہ مل جائیں اور یہ چیزیں غیر اللہ کی پرستش کا ذریعہ نہ بنیں۔ اور میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ قبر کسی ولی کا محل عبادت اور طور بھی اس میں (یعنی مزعومہ متبرک مقامات میں) داخل ہیں اور (ان کا قصد کر کے تقرّبی سفر اختیار کرنے کی) ممانعت میں شامل ہیں۔"

یہ چند اقتباسات ہم نے شاہ صاحب کی مختلف کتابوں سے پیش کئے ہیں، جن سے یہ بات واضح ہے کہ قبروں پر اس وقت جو کچھ کیا جا رہا ہے اور ان اہل قبور سے متعلق جو عقائد عوام میں پائے جاتے ہیں، وہ سب مذکورہ اقتباسات کی روشنی میں غلط اور قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ اور جن کی کوئی مثال تعامل خیر القرون میں نہیں ملتی۔

شاہ صاحب کے بیان کردہ اس اصول کی روشنی میں، جس کی وضاحت ابتداء میں کی گئی ہے، ہر باشعور آدمی یہ دیکھ سکتا ہے کہ شاہ ولی اللہ کا اصل مسلک اس کی رُو سے کیا ہے؟ وہ ہے جس کی نشاندہی "الزکوٰۃ" میں "ہمعات" کے حوالے سے کی گئی ہے، یا وہ ہے جس کی وضاحت ہم نے ان کی انتہائی اہم و معتبر ترین کتابوں کے اقتباسات کی روشنی میں کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال مخلوق کو (مُردہ ہو یا زندہ) مافوق الاسباب طریقے پر حاجت روا، مشکل کشا، نافع وضار سمجھنا اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ان کے نام کی نذر نیازیں، ان کی قبروں پر چادر پوشی اور میلوں، ٹھیلوں کا اہتمام وغیرہ یہ سب کام محدثات (نوایجاد) ہیں۔ اسی طرح اللہ کے سوا کسی کو غوث (فریاد رس) کہنا اور سمجھنا بھی غلط ہے۔ غوث صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور غوثِ اعظم بھی وُہی ہے کسی اور کو غوثِ اعظم کہنا شریعت اسلامیہ میں اس کا جواز نہیں ملتا۔ رواداری یا جوشِ عقیدت کی اور بات ہے۔

چنانچہ ایک اہم کتاب "الجوائز والصلات من جمع الاسامی والصفات" میں لکھا ہے۔

وقد بالغ المشركون فى تسمية بعض المخلوقين بالغوث ووصفوه بالاعظم وهذا اعظم اثما من تسميته بالغيث والغياث (ص ٣٥٦ - طبع هند)

یعنی "بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی بعض مخلوق کو "غوث" کہنے کا غلو کیا ہے بلکہ "اعظم" بھی اس کے ساتھ چپکا کر مزید ارتکاب اثم کیا ہے۔"

("الاعتصام" - ٢٥ فروری ١٩٨٣ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمۂ اوقاف کے ذرائع آمدنی

ایک قابلِ توجّہ پہلو

محکمۂ اوقاف کا قیام ایوب خانی دور میں مخصوص اغراض و مقاصد کے تحت عمل میں آیا تھا۔ اس قسم کے مفادات چونکہ ہر حکومت کو عزیز ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر حکومت نے اس محکمے کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس طرح نیشنل پریس ٹرسٹ کا قیام مخصوص حکومتی مصالح کے لئے معرضِ وجود میں آیا تھا لیکن چونکہ وہی مخصوص مصالح اور ان کا حصول ہر حکومت کا مطمح نظر رہا ہے، اس لئے اس ٹرسٹ کو بھی بدستور استحکام و دوام حاصل رہا۔ اور "جمہوریت" پسندوں نے اس کے توڑنے کا وعدہ کیا بھی تو وہ برسرِ اقتدار آنے کے بعد اس وعدے کو پورا نہ کر سکے بلکہ اس کے ذریعے سے انہوں نے اخبارات پر اپنی گرفت اور زیادہ مضبوط کی۔

یہی حال محکمۂ اوقاف کا سمجھ لیجئے کہ اس کے ذریعے بھی مسجد و محراب سے اٹھنے والی آواز کو دبانے کی کوششوں میں مزید شدّت اور ضمیر فروشی کے کاروبار میں کافی وسعت ہوگئی ہے۔ بہرحال یہ الگ ایک افسوسناک داستان ہے کہ حکومت مساجد پر کسی نہ کسی قسم کے تسلّط سے اشاعتِ دین کے ان اہم مرکزوں کو کس طرح بے وقعت اور غیر مؤثر بنانا چاہتی ہے۔ یہ موضوع اس وقت ہماری بحث سے خارج ہے۔ آج ہم ایک اور بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ اسلامی نظام کا نعرہ لگانے والی حکومت اس پر پوری سنجیدگی سے غور و خوض کر کے کوئی مثبت قدم اٹھائے گی

وہ بات یہ ہے کہ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں۔ اوقاف کی آمدنی دو طرح کی ہے۔ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو تو جائز کہا جا سکتا ہے جب کہ دوسرا ذریعہ آمدنی اسلامی نقطۂ نظر سے بہت کچھ محلِّ نظر ہے ۔ دوسرے لفظوں میں وہ مشرکانہ انداز کا ہے ۔

جائز آمدنی میں مساجد کے ساتھ ملحق دوکانوں کے کرائے یا ان کے نام وقف ذرائع سے حاصل شدہ آمدنی ہے ۔

دوسرا ذریعۂ آمدنی وہ ہے جو بزرگوں کی واقعی یا فرضی قبروں (مزارات[1]) پر نذر و نیاز اور چڑھاوے سے حاصل ہوتی ہے ۔ اور ہماری معلومات کی حد تک اوقاف کا بہت بڑا حصہ انہی چڑھاؤں کا ہے ۔ اور امر واقعی یہ ہے کہ قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی رُو سے اس قسم کی آمدنی حرام ہی کے زمرے میں آتی ہے ۔ اس مسئلے کی تفصیلات تو کسی دوسرے وقت پیش کی جا سکتی ہیں ۔ سرِ دست اختصاراً فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ دُرِّ مختار کی ایک صراحت پیش کی جاتی ہے ۔ واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرّباً الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام ۔ الخ (الدر المختار آخر کتاب الصوم ص۱۳۴)

[1] واضح رہے کہ جن بزرگوں سے عقیدت ہو صرف ان کی قبروں کو " مزارات " اور " درگاہ " کہنا درست نہ ہوگا ۔ اس لئے کہ مزار کے معنی ہیں " زیارت کی جگہ " اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ قبروں کی زیارت کو جانے کا شرعاً حکم ہے بفحوائے حدیث شریف زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّھَا تُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ " مسلمانو! قبروں کی زیارت کیا کرو کہ اس سے آخرت یاد رہتی ہے " ۔ تو ہر مسلمان کی قبر کو مزار کہنا چاہیئے ۔ اور اگر " مزار " کا مطلب ہے متبرک جگہ کی زیارت تو یہ بھی حدیث پاک کے خلاف ہے ۔ حدیث صحیح میں متبرک جلئے زیارت تین مسجدوں کو فرمایا گیا ہے ۔ مسجد حرام ۔ مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ ۔ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ (الحدیث صحیحین) اسی طرح " درگاہ کا لفظ ہے کہ اس میں عبادت و پرستش کا مفہوم پایا جاتا ہے لہٰذا کسی دَر یا قبر کو " دربار " یا " درگاہ " کا نام دینا مشرکانہ ذہنیت کا غماز ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع میرٹھ ۱۲۷۵ھ) "معلوم ہونا چاہیئے کہ اکثر عوام مُردوں کے نام پر جو نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ چڑھاوے چڑھاتے۔ اولیاء کرام کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مالی نذرانے پیش کرتے اور ان کی قبروں پہ چراغ اور تیل جلاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب چیزیں بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔"

دُرِّ مختار کے حاشیہ ردّ المحتار (فتاویٰ شامی) میں اس کی تشریح یوں ہے قوله باطل وحرام لوجوه منها انه نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لانه عبادة والعبادة لا يكون لمخلوق الى قوله ومنها انه ظن ان الميت يتصرف فى الامور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر يعنی اُس کے باطل اور حرام ہونے کی دیگر وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ یہ قبروں کے چڑھاوے وغیرہ مخلوق کے نام کی نذریں ہیں اور مخلوق کے نام کی نذر جائز ہی نہیں۔ علاوہ ازیں ایسا کرنے والا مُردوں کے متعلق یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور مُردوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے پانچ سو حنفی علماء نے مرتّب کیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ:۔

وَالنَّذْرُ الَّذِىْ يَقَعُ مِنْ اَكْثَرِ الْعَوَامِّ بِاَنْ يَّاْتِىَ اِلٰى قَبْرِ بَعْضِ الصُّلَحَاءِ وَيَرْفَعُ سِتْرَهٗ قَائِلًا يَا سَيِّدِىْ فُلَانٌ اِنْ قَضَيْتَ حَاجَتِىْ فَلَكَ مِنِّىْ مِنَ الذَّهَبِ مَثَلًا كَذَا بَاطِلٌ اِجْمَاعًا۔

"اکثر عوام میں جو یہ رواج ہے کہ وہ کسی نیک آدمی کی قبر پر جا کر نذر مانتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ اگر میری حاجت پوری ہو گئی تو اتنا سونا (یا کوئی اور چیز)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری قبر پر چڑھاؤں گا۔ یہ نذر بالاجماع باطل ہے۔"

پھر لکھا ہے۔

فَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاھِمِ وَنَحْوِھَا وَیُنْقَلُ اِلیٰ ضَرَائِحِ الْکِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَیْھِمْ فَحَرَامٌ بِالْاِجْمَاعِ (الفتاوی الہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص ۲۱۶۔ باب الاعتکاف طبع مصر)

"پس جو دینار و درہم یا اور چیزیں اولیاء کرام کی قبروں پر ان کا قرب حاصل کرنے (ان کو راضی کرنے) کے لئے لی جاتی ہیں وہ بالاجماع حرام ہیں۔"

فقہ حنفی کی ان عبارتوں کی روشنی میں حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ بزرگوں کے نام پر ان کی قبروں پر قربانی اور نذر سے متعلق ہی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"اگر اس نذر سے یا بدون نذر کے اس ذبح سے نیت تقرب لغیر اللہ کی ہو، تو ذبیحہ حرام رہے گا۔ اگرچہ اس کے ذبح کے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا ہو۔ وقد حرم اللہ تعالیٰ فی المائدۃ ما ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ بعد ذکر تحریم ما اھل لغیر اللہ بہ (امداد الفتاویٰ۔ ج ۲۔ ص ۸۷۴۔ طبع کراچی)

بنا بریں قبروں سے حاصل شدہ آمدنی کا بہت سارا حصہ شرعی نقطۂ نظر سے حرام قرار پاتا ہے۔ اس لئے کہ "مزاروں" کا یہ سارا کاروبار لات و منات مشرکانہ ہے۔ کیا مسلمانوں کی "قبر پرستی" اور ہندوؤں کی "صنم پرستی" میں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ کیا دونوں جگہ غیر اللہ کی پوجا نہیں کی جاتی؟

لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ محکمۂ اوقاف میں جائز و ناجائز دونوں آمدنیاں ایک ہی زمرے میں ہیں۔ اور حلال و حرام گڈ مڈ ہو گئے ہیں۔ اور اسی مجموعۂ "حلال و حرام" سے ائمہ و خطباء مساجد کو تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اسی طرح وہ اہل توحید خطباء و ائمہ جو اوقاف کی مساجد میں متعین ہیں وہ بھی ایسے مال کھانے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ جبکہ ان کے عقیدے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعے سے (اور اصل اسلامی عقیدہ ہے بھی یہی) قبروں پر چڑھاوے کی آمدنی حرام اور ناجائز ہے ۔

اس لئے ہماری گزارش یہ ہے کہ قبروں سے حاصل شدہ آمدنی الگ کر دی جائے ۔ اور مساجد کی دکانوں اور دیگر وقف شدہ ذرائع سے حاصل شدہ آمدنی کو الگ اور اسی دوسری آمدنی سے ائمہ وخطباء کو تنخواہیں دی جائیں اور دیگر علمی وتبلیغی کام بھی اسی آمدنی سے کئے جائیں ۔

یہ آمدنی گو قبروں سے حاصل شدہ آمدنی سے بہت کم ہوگی تاہم برکت والی آمدنی حلال ہی کی آمدنی ہے اور اسی آمدنی سے ہی خیر کا کام کیا بھی جانا چاہیئے ۔ حرام کمائی کو تبلیغ دین جیسے کارِ خیر پر صرف کرنا غضب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے ۔ یہ تو ایسا ہی ہوگا جیسے شراب وجُوا سے حاصل شدہ آمدنی سے قرآن کریم یا احادیث کی کتابیں چھاپی جائیں، یا اور کسی دینی مصرف میں اس کو لایا جائے ۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر اللہ کی نذر نیاز اور چڑھاووں کی آمدنی شراب وجوئے سے حاصل شدہ آمدنی سے زیادہ ناپاک ہے ۔

ہم جہاں یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہماری حکومت اوقاف کی آمدنی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اہلِ توحید خطیبوں اور اماموں (خصوصاً) کو اس مخمصے سے نجات دلائے گی ۔ وہاں اہلِ توحید اخبارات سے امید کرتے ہیں کہ ہماری اس آواز کی تائید میں وہ بھی اپنے اخبارات میں حکومت کو اس مسئلے کی طرف متوجہ کریں گے ۔ ان ارید الا الاصلاح وما التوفیق الا باللہ العلی العظیم

("الاعتصام" مئی ۱۹۸۴ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نوائے وقت" کے "نورِ بصیرت" کے جواب میں

ذیل کے مضمون کا ابتدائی حصہ ستمبر ۱۹۷۰ء کے "الاعتصام" میں شائع ہوا تھا، اس وقت سنسر شپ نافذ تھی، اس لئے مکمل طور پر شائع نہیں ہو سکا تھا۔ جب سے ہی اس کا بقیہ حصہ غیر مطبوعہ پڑا تھا۔ اب اسے بھی کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے (ص-ی)

روزنامہ "نوائے وقت" ملک کا ایک مؤقر سیاسی اخبار ہے۔ جسے ہر حلقے اور مکتبِ فکر میں دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ اخبار کی اس مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا تقاضا ہے کہ اس میں شائع ہونے والا مواد ہر قسم کی دل آزاری اور فرقہ واریت سے پاک ہو لیکن افسوس ہے کہ اس کے ایک مستقل کالم نگار میاں عبدالرشید صاحب وقتاً فوقتاً اس انداز سے "نورِ بصیرت" والا کالم رقم فرماتے ہیں کہ جس سے ایک تو فرقہ واریت کی تبلیغ ہوتی ہے جس میں دوسرے مکتبِ فکر کی دل آزاری سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ دوسرے، یہ صاحب قرآنی علوم سے بھی بے بہرہ معلوم ہوتے ہیں۔ گویا ؏

برعکس نہند نام زنگی کافور

کے مصداق انہوں نے اپنے کالم کا مستقل عنوان "نورِ بصیرت" رکھا ہوا ہے، لیکن بسا اوقات وہ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اور قرآن کی تحریفِ معنوی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

ابھی گذشتہ دنوں انہوں نے بعض کالم لکھے ہیں جن سے ہمارے مذکورہ دعوے کی تائید ہوتی ہے مثلاً قرآنِ کریم میں آتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء - ۶۴) اس کا ترجمہ کالم نگار مذکور ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

" اور ہم نے ہر رسول اس لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر وہ لوگ (اس وقت) جب انہوں نے (گناہ کا ارتکاب کرکے) اپنے اُوپر ظلم کیا تھا، آپؐ کے پاس آجاتے پھر اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہ کی) معافی طلب کرتے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم فرمانے والا پاتے "

اسی طرح سورۃ المنافقون کی ایک آیت ہے۔ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (آیت ۵) اس کا ترجمہ بھی کالم نگار کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

" اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے (اللہ تعالیٰ سے) معافی طلب کریں تو وہ (نفی میں) سر ہلاتے ہیں اور آپ انہیں دیکھتے ہیں (کہ وہ) بے اعتنائی برتتے (ہیں) اور تکبر کرتے ہیں "

اِن دونوں کے ان ترجمے کو دیکھ لیجئے جو " نوائے وقت" کے ہی کالم نگار نے کئے ہیں کہ ان میں کیا چیز بیان کی گئی ہے۔ بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور کے کفار و منافقین اور گنہ گاروں کا ہو رہا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کفر و نفاق اور معصیتوں سے توبہ کرلیں تو اللہ کا رسول بھی ان کے لئے بارگاہِ الٰہی میں مغفرت کی دعا کرے گا۔ یہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا واقعہ ہے جس سے مجالِ انکار نہیں۔ بلاشبہ گناہ گاروں کے لئے آپؐ کی دعائے مغفرت ان کے گناہوں کی معافی کا باعث ہوتی۔ اور جن سعادت مندوں نے اس طرح بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنی گناہ آلود زندگیوں سے توبہ کی اور اسلام قبول کیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً ان کے قبولِ اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء کی برکت سے نہ صرف اُن کے گناہ معاف کر دیئے گئے بلکہ انہیں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوا عَنْہُ کا سرٹیفکیٹ بھی عطا ہوا۔

لیکن مذکورہ بالا آیات سے یہ ثابت کرنا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی، آپؐ "وسیلۂ مغفرت" ہیں اور آپؐ کو وسیلہ بنا کر مغفرت کی دُعاء کرنی چاہیئے۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ قرآن تو عہدِ رسالت کے لوگوں کے متعلق یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارے لئے بڑا سنہری موقعہ ہے اپنے گناہوں سے تائب ہو جاؤ۔ اس وقت تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمہارے لئے مغفرت کی دُعاء کرنے کے لئے موجود ہیں لیکن یہ کالم نگار اس کو عام کر کے اس سے "وسیلہ" کا اثبات فرما رہے ہیں جس کا نہ اس آیت سے کوئی تعلق ہے اور نہ کسی اور ہی نص سے اس کا ثبوت مُہیّا ہوتا ہے۔ گویا ایک بالکل بے ثبوت بات قرآن کے سر منڈھی جا رہی ہے جسے تحریفِ معنوی ہی کہا جائے گا۔

پھر کالم نگار نے اس پر ہی بس نہیں کی ہے بلکہ ستم بالائے ستم یہ فتوٰے بھی عائد فرمایا ہے کہ جو لوگ حضورؐ کے وسیلے سے مغفرت طلب کرنے سے انکار کرتے ہیں اور تکبّر کرتے ہیں وہ منافق اور متکبّر ہیں (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور۔ ۲۰۔ اگست ۸۰ء)

یوں ان صاحب نے بیک جُنبشِ قلم تمام صحابہؓ و تابعینؒ۔ ائمہ کرامؒ اور محدثینِ عظامؒ سب کو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ منافق اور متکبّر بنا دیا ہے کیونکہ کسی صحابی، تابعیؒ، امام اور مُحدّث نے وہ "وسیلہ" اختیار نہیں کیا جس کا اثبات مذکورہ کالم نگار نے کیا ہے اور کسی نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور وسیلے سے نہ مغفرت کی دعاء کی نہ اور کسی قسم کی دُعاء۔ تمام صحابہؓ و تابعینؒ براہِ راست اللہ تعالٰی سے ہی دعاء کرتے تھے۔ اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے حضرت عمرؓ کا یہ عمل کافی ہے کہ وہ قحط سالی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ سے بارش کی دُعاء کروایا کرتے تھے (یعنی زندہ بزرگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا وسیلہ پکڑتے تھے) اور فرماتے تھے ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا " رواہ البخاری (مشکوٰۃ۔ ص ۱۳۲)

" اے اللہ ہم پہلے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے توسّل کرتے (یعنی دُعاء کرواتے) تھے ۔ تو تُو ہم کو پانی پلاتا تھا (یعنی بارانِ رحمت کا نزول فرما دیتا تھا) اب ہم تیرے پاس اپنے پیغمبر کے چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں (یعنی ان کے توسّل اور ذریعے سے دعاء کرتے ہیں) پس ہم کو سیراب فرما" راوی بیان کرتا ہے کہ فَيُسْقَوْا، اس کے بعد بارش نازل ہوئی "

اِس واقعے سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام ؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کا "وسیلہ" نہیں پکڑا یعنی ان کے وسیلے سے دُعائیں نہیں مانگیں نہ ان کی قبر مبارک پر جا کر اُن سے استمداد کی، حالانکہ صحابۂ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپؐ سے دعائیں کرواتے تھے۔ صحیح بخاری میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ میں قحط پڑا ۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا ، اے اللہ کے رسول مویشی ہلاک ہو گئے ۔ اور لوگ بھوکوں مر گئے ، آپؐ اللہ سے بارش کی دعا کیجئے ۔ آپؐ نے دُعاء فرمائی تو اُسی دن سے بارش شروع ہو کر آئندہ جمعہ تک جاری رہی ۔ پھر دوسرے جمعہ کو کثرتِ بارش کی وجہ سے مکانات گرنے کی شکایت کر کے بارش رُکنے کی دُعاء طلب کی گئی ، آپؐ نے پھر بارش رُک جانے کی دُعاء فرمائی ۔ جس کے بعد بارش تھم گئی ۔

اِسی طرح کتبِ حدیث میں دیگر متعدد واقعات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف مواقع پر صحابۂ کرام ؓ نے آپؐ سے دُعاؤں کی درخواست کی اور آپؐ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے حق میں دعائیں فرمائیں۔

یہ ہے وہ توسّل بالاَحیاء جو احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن توسّل بالاموات (فوت شدہ بزرگوں کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا) اس کا ثبوت احادیث صحیحہ میں نہیں ملتا۔ نہ صحابہؓ و تابعینؒ نے یہ "وسیلہ" اختیار ہی کیا ہے۔

فقہائے احناف کا فتویٰ

صحابہؓ و تابعینؒ کے بعد ائمہ کرامؒ کا دور ہے۔ ان میں سے بھی کسی امام نے بھی ایسا نہیں کیا، بلکہ امام ابوحنیفہؒ اور دیگر فقہائے حنفیہ کا عقیدہ و مسلک بھی یہی ہے کہ فوت شدہ بزرگوں کے وسیلے سے دعا کرنی جائز نہیں۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔

لاینبغی لاحد ان یدعوالله بمخلوق وسأله به فیقول اللّٰهم انی اسئلك بحق انبیائك اویقول بحق رسولك اوبحق احد من اولیائك کل ذلك مکروه التحریم

(ہدایہ اخیرین۔ ص ۴۷۳)

یعنی "کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مخلوق کے واسطے سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرے اور اس کے وسیلے سے سوال کرے۔ اور یوں کہے اے اللہ میں تجھ سے بحق انبیاء یا بحقِ رسولؐ یا فلاں بزرگ کے واسطے اور وسیلے سے دعا مانگتا ہوں، اس طرح دعا کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے"

اور ملّا علی قاری حنفیؒ لکھتے ہیں :-

قال ابوحنیفة وصاحباه یکره ان یقول الرجل اسئلك بحق فلان اوبحق انبیائك ورسلك وبحق البیت الحرام والمشعر الحرام ونحو ذلك اذ لیس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا حد علی اللہ حق (شرح فقہ اکبر۔ ص ۱۶۱، طبع مجتبائی۔ دہلی)

"اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین (امام محمد و امام ابو یوسف) کہتے ہیں کہ کوئی شخص اس طرح دعا کرے کہ اے اللہ میں بحق فلاں بزرگ، یا بحق فلاں نبی یا بحق بیت الحرام یا اس قسم کے کسی واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو یہ صحیح نہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس کا واسطہ دے کر اس سے مانگا جائے"

بہر حال حاصل گزارش ہے کہ ایک غیر مذہبی سیاسی اخبار کے کالم نگار کو دینی معاملات میں رائے زنی کرتے ہوئے اول تو قرآن و حدیث کا صحیح علم ہونا چاہیئے۔ بصورت دیگر اسے اس قسم کے فتوی بازی سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اگر ان میں سے کسی بات کا بھی خیال نہ رکھا جائے تو پھر اس اخبار کے مدیر کا فرض ہے کہ وہ تصویر کا دوسرا پہلو بھی شائع کرے۔ لیکن افسوس اخبار مذکور میں اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ فالی اللہ المشتکی۔

یکم ستمبر ۱۹۸۰ء کے "نوائے وقت" میں "شرک و بدعت" کے عنوان سے میاں عبدالرشید صاحب "نور بصیرت" میں فرماتے ہیں۔

"امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں خفیہ یہودی تحریک کے علاوہ شرک و بدعت کے بارے میں غلط فہمیاں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی اور کو ان کے برابر سمجھنا شرک ہے۔ الحمد للہ کوئی مسلمان اس کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اب یا رسول اللہ کہنے کو شرک بنا لینا یا عقیدت سے ہاتھ چومنے کو شرک بنا لینا صریحاً زیادتی ہے۔ التحیات میں "ایھا النبی" کے الفاظ موجود ہیں اور نمازوں میں سب التحیات پڑھتے ہیں۔ اگر بزرگوں کے پاس روحانیت کے لئے جانا شرک ہے۔ تو پھر علماء کے پاس علم شریعت سیکھنے کے لئے جانا کیوں شرک نہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکول و کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا کیوں شرک نہیں ؟ ڈاکٹر کے پاس جانا کیوں شرک نہیں ؟ شرک ظلمِ عظیم ہے۔ اس کی معافی نہیں، اس لئے کسی مسلمان کو بے سوچے سمجھے مشرک کہنے سے احتراز کرنا چاہیئے "

یہ طویل اقتباس اس لیے نقل کیا گیا ہے تاکہ موصوف کی پوری بات سامنے آ جائے۔ اس اقتباس میں غلطی ہائے مضامین کے ایسے نادر نمونے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک طرف یہ اعتراف ہے کہ :-

" اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات میں کسی اور کو ان کے برابر سمجھنا شرک ہے "

لیکن دوسری طرف یہ دعویٰ ہے کہ :-

" الحمدللہ کوئی مسلمان اس (شرک) کا مرتکب نہیں ہوتا "

حالانکہ شرک کی جو تعریف خود موصوف نے کی ہے اس کی رُو سے تمام قبر پرست "مشرک" ہی قرار پاتے ہیں ؛ آخر جو بزرگ فوت ہو گئے ہیں، ان کو نزدیک یا دُور سے پکارنے والے کا کیا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ وہ بزرگ اس کی پکار کو سن رہا ہے ؟ اس کی حالت کو دیکھ رہا ہے اور وہ اس کی حاجت برآری پر قادر ہے۔ یقیناً یہی عقیدہ ہوتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو یہ لوگ گھروں میں بیٹھ کر یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا وظیفہ کبھی نہ پڑھیں، "امام بری امام بری" میری کھوٹی قسمت کرو کھری" کا راگ نہ الاپیں، اور "علی شہباز، کرے پرواز، راز دِلوں کا جانے" جیسی قوالیاں اور گانے تیار نہ ہوں۔

کیا اس طرح فوت شدہ بزرگوں کو امداد کے لئے پکارنے والے کا یہ عقیدہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اللہ کے سوا ان مرحوم بزرگوں کو عالم الغیب، حاضر ناظر، سمیع و بصیر، علیم بذات الصدور، نافع و ضار اور مجیب الدعوات سمجھتا ہے۔ اور کیا یہ تمام صفتیں خدائی صفات نہیں۔ ؟ اب دوسروں کو بھی ان صفات کا حامل سمجھنا آخر شرک کیوں نہیں ہوگا ؟ ــــ محض یا رسول اللہ کہنے کو یا انگوٹھا چومنے کو کوئی شرک نہیں کہتا، ایسا کہنے والوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو "مشرک" اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صرف یا رسُول اللہ ہی نہیں کہتا بلکہ اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالےٰ کی طرح عَالِمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن ہیں۔ حاضر و ناظر، سمیع و بصیر ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کو بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے بلکہ یہی عقیدہ ان کا ہر چھوٹے بڑے بزرگ بلکہ سچے جھوٹے اور مصنوعی بزرگ کے لئے بھی رکھتے ہیں۔ اگر شک ہو تو لیجئے ہم حوالہ پیش کئے دیتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں کہ :۔

" انہیں سیّدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں، سیّدی عبدالعزیز دبّاغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہم بستری کی، یہ نہیں چاہیئے۔ عرض کیا حضور، وہ اُس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی۔ سوتے میں ہی جان ڈال لی تھی، عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی، کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اُس پر میں تھا، توکسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں، ہر آن ساتھ ہے۔" (ملفوظات حصہ دوم صـ ۱۶۹)

فرمائیے! کیا یہ خدائی صفت (کہ وہ ہر آن ساتھ ہے) میں اپنے پیر کو برابر کا شریک نہیں سمجھا جا رہا ہے؟ www.KitaboSunnat.com

اور سنیئے! مولانا احمد رضا خاں صاحب سے سوال ہوتا ہے۔

"عرض، حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔ ارشاد، اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں" (ملفوظات حصہ اول، ص ۱۱۳)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اندر تمام خدائی صفتیں تسلیم کی جاتی ہیں جس کا ثبوت وہ نظم ہے جو ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ میں چھپی ہے لہ

لہ یہ نظم صـ ۲۰ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نظم میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو کیا خدائی تخت پر نہیں بٹھا دیا گیا ہے؟ آخر کون سی خدائی صفت ایسی ہے جس کا اثبات ان کے لیے نہیں کیا گیا ہے؟ یہی نہیں بلکہ دیگر بزرگوں کے لئے بھی ایسی ہی خوش عقیدگی اور غلوِ عقیدت کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ شعر اب مساجد میں لکھا جانے اور دعاؤں میں پڑھا جانے لگا ہے۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا　　یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ　　خُذْ یَدِیْ سَهِّلْنَا اَشْکَالَنَا

"اے اللہ کے رسول ہماری حالت پر نظر کرم فرمائیے! اے اللہ کے حبیب ہماری باتوں (فریادوں) کو سنیئے! ہم غم کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں، ہمارا ہاتھ پکڑئیے اور ہماری مشکلیں آسان فرما دیجئے!"

اس کے علاوہ دست بستہ تعظیمی قیام، قومہ وسجدہ اور طواف یہ سب عبادتیں وہ ہیں جو صرف اللہ کے لئے (اور طواف اس کے گھر بیت اللہ کے لیے) مخصوص ہیں آگر یہی افعال اللہ کے سوا کسی اور کے لئے بھی کئے جائیں گے تو یہ شرک فی العبادۃ ہوگا! اب دیکھ لیا جائے کہ کیا قبروں کو خانہ کعبہ کی طرح غسل نہیں دیا جاتا؟ کیا قبروں پر دست بستہ تعظیمی قیام نہیں ہوتا؟ کیا قبروں پر سجدے نہیں ہو رہے ہے؟ قبر کے سنگ تعوید کو چومنا اور اس پر اپنی پیشانی رگڑنا کیا سجدے سے مختلف چیز ہے؟ کیا اللہ تعالےٰ کی طرح فوت شدہ بزرگوں کے ناموں کی نذر نیازیں نہیں دی جاتیں، ان کے قبروں پر خانہ کعبہ کی طرح غلاف نہیں چڑھائے جاتے۔ آخر وہ کونسا کام ہے جو صرف اللہ کے لئے کیا جاتا ہو۔ اور وہ ان قبروں پر نہ ہو رہا ہو؟ حتیٰ کہ ظالموں نے نمازیں بھی غیر اللہ کے لئے پڑھنی شروع کر دی ہیں، یہ صلوٰۃ غوثیہ کیا ہے؟ یہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ پڑھتے وقت اس کا رخ بھی (غالباً) بغداد کی طرف ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن میاں صاحب فرما رہے ہیں "الحمد للہ" کوئی مسلمان شرک کا مرتکب نہیں ہوتا " اگر مذکورہ بالا امور مشرکانہ نہیں ہیں تو پتہ نہیں مشرکانہ امور کیا ہیں بحالانکہ یہی وہ افعال ہیں جن کی بناء پر کفارِ مکہ مشرکین کہلائے۔ اور انہی افعال پر خود فقہ حنفی نے بھی کفر و شرک کا فتوائے عائد کیا ہے۔ اس سلسلے کے چند حوالے گذشتہ صفحات میں گذر چکے ہیں۔ چند اور حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

حنفی مذہب کی کتاب ہدایہ میں ہے۔ اما فی شریعتنا فلا یجوز لاحد ان یسجد لاحد بوجه من الوجوه ومن فعل ذلك فقد کفر"

" ہماری شریعتِ اسلامیہ میں یہ قطعاً جائز نہیں ہے کہ کوئی کسی کو (خدا کے سوا) کسی طرح کا بھی سجدہ کرے اور جو ایسا کرے وہ کافر ہے "

اگر کوئی کہے کہ کوئی شخص بھی قبر کو یا کسی پیر کو سجدہ نہیں کرتا تو اوّلاً یہ دعویٰ ہی غلط ہے۔ قبروں پر جا کر دیکھ لیا جائے کہ عوام کیا کچھ نہیں کرتے؟ ثانیاً قبر کو چومنا اور اس کے سامنے سر نیہوڑنا اور زمین کو بوسہ دینا اور پیر کے قدموں پر سر رکھ دینا یہ تو عام مشاہدے کی بات ہے۔ یہ افعال بھی از قبیلِ سجدہ ہی ہیں۔ جس کی صراحت بھی حنفی فقہاء نے ہی کر دی ہے۔ چنانچہ دُرّ مختار (ص ۶۹۹) میں مرقوم ہے۔

وکذا ما یفعلونه من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به آثمان لانه یشبه عبادة الوثن۔

یعنی " اسی طرح جو لوگ علماء اور بزرگوں کے سامنے زمین پر بوسہ دیتے ہیں، یہ حرام ہیں، اور ایسا کرنے والا اور اس کو پسند کرنے والا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ ایسا کرنا بھی بتوں کی پرستش کے مشابہ ہے "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

شہنشاہ من خصائص اسماء اللہ واما تقبیل الارض فھو قریب من السجود۔

یعنی "شہنشاہ کا لقب اللہ تعالےٰ کے خصوصی اسماء میں سے ہے (یعنی کسی اور کو اس لقب سے ملقب کرنا جائز نہیں) اور زمین کو بوسہ دینا یہ سجدے کے قریب ہے" (ج ۲ - ص ۹۶)

ان حوالوں سے واضح ہے کہ فوت شدہ بزرگوں کی قبروں کو چومنا اور عقیدت سے انہیں چھونا یہ سجدے ہی کی قسم ہے جس کے مرتکب کو فقہ حنفی کافر بتلاتی ہے۔

● قبروں کے گرد طواف بھی عام ہے حالانکہ طواف بھی صرف خانہ کعبہ کے ساتھ خاص ہے۔ حنفی فقہاء نے خانہ کعبہ کے علاوہ کسی اور جگہ کے طواف سے بھی سختی کے ساتھ روکا ہے۔ اور اس فعل سے بھی اندیشۂ کفر ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی شرح مناسک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے بارے میں لکھتے ہیں۔

لا یطوف ای لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ الجھلۃ ولو کانوا فی صورۃ المشائخ والعلماء۔

یعنی "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے گرد طواف نہ کرے۔ اس لئے کہ طواف خانہ کعبہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس انبیاء اور اولیاء کی قبروں کے گرد پھرنا (طواف کرنا) حرام ہے اور جو جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں اگرچہ وہ صورت میں مشائخ اور علماء معلوم ہوں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شرح عین العلم میں فرماتے ہیں۔

یمس ای القبر ولا التابوت ولا الجدار فورد النهی عن مثل ذلك بقبره علیه السلام فکیف بقبور سائر الانام ولا یقبل فانه زیادة علی المس فهو اولی۔

یعنی" نہ قبر کو چھوئے نہ تابوت اور دیوار کو، کیونکہ ایسا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ بھی منع ہے۔ پھر دیگر لوگوں کی قبروں کے ساتھ ایسا کرنا کیوں کر جائز ہوگا۔؟ اور نہ قبر کو بوسہ دے کیونکہ یہ تو چھونے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ پس بوسہ حجرِ اسود کے ساتھ مخصوص ہے۔۔۔"

اور بعض کتب حنفیہ میں قبر کو چھونا اور بوسہ دینا عیسائیوں کی عادت بتلائی گئی ہے اور اسی لیے اس سے روکا ہے۔ لا یمس القبر ولا یقبله فانه عادة للنصاری (شرح جامع صغیر) حتیٰ کہ معراج الدرایۃ میں ہے۔ لو طاف حول مسجد سوی الکعبة الشریفة یخشی علیه الکفر (صواعق الٰهیه

"کعبہ شریف کے علاوہ کوئی شخص اگر کسی مسجد کا بھی طواف کرے گا تو ایسے شخص کے متعلق اندیشۂ کفر ہے"

● عبدالنبی، عبدالرسول اور پیر بخش، حسین بخش، امام بخش وغیرہ نام بھی قبر پرستوں میں عام ہیں۔ اس کے متعلق بھی فقہ حنفی کی صراحت سُن لیجئے۔

ملّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:۔

واما ما اشتهر من التسمیة بعبد النبی فظاهره کفر الا ان اراد بالعبد المملوك (شرح فقہ اکبر۔ ص ۲۳۸۔ طبع مجتبائی۔ دہلی) یعنی "عبدالنبی نام رکھنا بظاہر کفر ہے اِلّا یہ کہ غلام کے معنی میں ہو۔"

یہ چند مثالیں فقہ حنفی سے اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ" نوائے وقت"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کالم نگار کا یہ موقف کسی طرح بھی درست نہیں ہے کہ کوئی مسلمان بھی شرک کا مرتکب نہیں ہوتا۔ دراں حالیکہ صحیح اسلامی تعلیم سے بے بہرہ اکثر مسلمان اُن امور کا ارتکاب کر رہے ہیں جو صریحاً شرک کے دائرے میں ہی آتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

کالم نگار کی چند مثالوں کی حقیقت

اب آئیے ان چند مثالوں پر بھی نظر ڈالیں جو "نوائے وقت" کے کالم نگار نے اپنے موقف کے ثبوت میں پیش کی ہیں پہلی مثال تو انہوں نے یہ پیش کی ہے کہ التحیات میں ایھا النبیؐ کے الفاظ موجود ہیں۔ اور نمازوں میں یہ التحیات سب پڑھتے ہیں۔

یعنی موصوف کا مطلب یہ ہے کہ سارے ہی مسلمان التحیات میں ایھا النبی صیغۂ خطاب سے پڑھتے ہیں تو کیا یہ سب مشرک سمجھے جائیں گے۔؟

لیکن ہم عرض کریں گے کہ یہ استدلال بالکل بودا ہے۔ کیونکہ التحیات میں یہ الفاظ ہم از خود اپنی طرف سے نہیں پڑھتے بلکہ ہمیں جو طریقۂ نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا اور بتلایا ہے۔ اس میں یہ الفاظ پڑھتے ہیں جو اسلام اور ایمان کا ضروری تقاضا ہے۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نماز میں التحیات میں یہ الفاظ اسی طرح پڑھتے تھے۔ آخر وہ کس نبی کو خطاب کر کے مذکورہ الفاظ کہتے تھے؟ اس سے معلوم ہوا کہ ایک نمازی التحیات میں جب السلام علیك ایھا النبیؐ پڑھتا ہے تو اس کا عقیدہ قطعاً یہ نہیں ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سُن رہے ہیں اور میں ان کو خطاب کر رہا ہوں بلکہ ہر مسلمان یہ الفاظ محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق پڑھتا ہے۔ ان الفاظ کا کوئی تعلق اُس صلوٰۃ و سلام سے نہیں ہے جو خود ساختہ ہے۔ اور آج کل عام پڑھا جاتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد اس فاسد عقیدے پر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر، سمیع و بصیر اور عالم الغیب ہیں۔ اسی لیے مذکورہ سلام وہ اس عقیدے کے تحت کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور بذاتِ خود سُن رہے ہیں۔ اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ کسی کی خوش فہمی یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ شرک، شرک نہ رہے۔ ایک مسلمان کہلانے والا شخص شرک کا ارتکاب کرے تو وہ شرک ہی نہ ہو۔

۲۔ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

"اگر بزرگوں کے پاس رُوحانیت کے لیئے جانا شرک ہے تو پھر علماء کے پاس علمِ شریعت سیکھنے کے لئے جانا کیوں شرک نہیں"

اسے کہتے ہیں" ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" بات ہو رہی ہے کہ جو لوگ فوت ہو چکے ہیں، ان کا اس دنیا سے تعلق ختم ہو چکا ہے۔ نفع نقصان پہنچانا تو بہت بڑی بات ہے۔ وہ اب نہ کسی کی بات سُن سکتے ہیں نہ سنا سکتے ہیں۔ اسے زندہ علماء سے فیض حاصل کرنے سے جوڑنا انتہائی بلادت وغباوت کی دلیل ہی ہو سکتی ہے۔ گویا ع

سخن فہمیٔ عالمِ بالا معلوم شُد

والی بات ہے۔ سچ ہے۔ مشرک سے فہم و فکر اور عقل و غور کی صلاحیتیں ہی سلب کر لی جاتی ہیں۔

آگے یہ نَے مزید بڑھتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"سکول و کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا کیوں شرک نہیں؟ ڈاکٹر کے پاس جانا کیوں شرک نہیں"

سبحان اللہ! کیا کہنے" نوائے وقت" کے کالم نگار کی دانش و فہم کے۔ حالانکہ موٹی سی بات ہے کہ علماء کے پاس جانا یا سکول و کالج میں تعلیم حاصل کرنا یا ڈاکٹر کے پاس بغرض علاج جانا، یہ تو دنیاوی اسباب کا وہ سلسلہ ہے جو خود اللہ تعالےٰ نے قائم فرمایا ہے اور ان اسباب کو اختیار کرنے کا اُس نے حکم دیا ہے۔ کیونکہ نظام کائنات اسی اسباب کے مطابق چل رہا ہے۔ یہ اسباب اگر اختیار نہیں کئے جائیں گے تو زندگی کا نظام ایک لمحے کے لئے بھی نہیں چل سکے گا۔ ان اسباب کا اختیار کرنے والا مُشرک کیونکر ہو سکتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو بحث تو ہے ساری مافوق الاسباب طریق پر کسی کو پکارنے اور اس سے استمداد واستعانت کرنے کے بارے میں۔ ایک شخص زندہ ہے آپ اس سے کہیں میرا یہ کام کردے، یا مجھے تھپڑ مار یا اور کوئی کام کہیں، وہ آپ کے کہنے کے مطابق سب کچھ کرے تو یہ تو ٹھیک ہے۔ دنیا کا سارا کام اسی طرح چل رہا ہے۔ لیکن ایک شخص فوت ہو گیا ہے۔ مَنوں مٹی کے نیچے مدفون ہے بلکہ اس کی ہڈیاں تک بھی مٹی میں رل مل گئی ہیں، اب ایسے مُردے کو مدد کے لئے پکارنا کہ میرا فلاں کام کردے، میری فلاں حاجت پوری کردے۔ اس کو نفع نقصان کا مالک سمجھے، اس میں کائنات کے اندر تصرف کرنے کا اختیار تسلیم کرے۔ اسے عالم الغیب اور سمیع وبصیر سمجھے، تو یہ ہے مافوق الاسباب طریق پر پکارنا جو یقیناً شرک ہے۔ زندہ اور مُردہ کو یکساں سمجھنا بلکہ مُردوں کو اللہ تعالیٰ کی طرح مختارِ کل سمجھنا اور زندوں سے بھی زیادہ ان میں قوت وطاقت تسلیم کرنا، ایسی نادانی ہے جس کے ڈانڈے شرکِ صریح سے ہی ملتے ہیں۔

آگے ارشاد ہوتا ہے:۔

”شرک ظلم عظیم ہے، اس کی معافی نہیں۔ اس لئے کسی مسلمان کو بے سوچے سمجھے مشرک کہنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔“

بلاشبہ شرک ظلم عظیم ہے جس کی معافی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت اہل حدیث سب سے زیادہ اسی مسئلے کو اہمیت دیتی ہے اور لوگوں کو شرک سے بچانے کی سعی کرتی ہے۔ جماعت اہل حدیث کو خواہ مخواہ لوگوں کو ”مشرک“ کہنے میں کوئی مزا نہیں آتا۔ اسے تو یہ دیکھ کر سخت روحانی تکلیف ہوتی ہے کہ اُمّتِ محمدیہ کے جاہل عوام، جنہیں توحید کا پاسبان ہونا چاہیئے تھا، قبروں کے ساتھ وہ سب کچھ کر رہے ہیں جو مشرک اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور قبروں میں مدفون بزرگوں کو اُن اختیارات کا حامل سمجھتے ہیں۔ جو صرف اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اب تمام مشرکانہ امور کو روا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنے اور مشرکانہ عقیدہ رکھنے کے باوجود کالم نگار کی یہ خواہش کہ کسی مسلمان کو بے سوچے سمجھے مشرک نہیں کہنا چاہیئے۔ بڑی عجیب ہے۔ حالانکہ ہم پہلے صراحت کر آئے ہیں کہ مذکورہ اُمور کے مرتکبین کو خود فقہ حنفی کافر و مشرک اور بُت پرستوں کے مشابہ قرار دے رہی ہے۔ کیا ان کا خیال ہے کہ حنفی فقہاء نے بھی "بے سوچے سمجھے" یوں ہی فتوے داغ دیئے ہیں، دوسرے لفظوں میں اپنی "بے بصیرتی" کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اور صاحب بصیرت ہوئے ہیں تو صرف یہی "نورِ بصیرت" لکھنے والے میاں عبدالرشید صاحب جن کو شرکِ صریح و جلی بھی شرک نہیں معلوم ہوتا ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا "قلم" کرشمہ ساز کرے

بہرحال موصوف کی یہ وہی خواہش ہے جس کے متعلق حالیؔ نے کہا ہے ؎

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

کچھ بدعات کے بارے میں

بدعت کے بارے میں "نوائے وقت" کے کالم نگار لکھتے ہیں:۔

"بدعت وہ چیز ہے جو دین میں بالکل نئی ہو جس کا پہلے سرے سے وجود ہی نہ ہو۔ مثلاً جناب رسول پاکؐ کے دَور میں سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر انگلیوں کے پوروں پر گنا کرتے تھے۔ اب اگر کوئی اس مقصد کے لئے تسبیح استعمال کرلے تو اسے بدعت نہیں کہا جائے گا۔ اسی طرح اس دَور میں قرآن پاک کا ترجمہ نہیں تھا مگر چونکہ قرآن پاک پر غور و تدبّر ہوتا تھا اور ترجمہ بھی قرآن پاک کو سمجھانے ہی کی کوشش ہے۔ اس لئے ترجمۂ قرآن پاک کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔ اس دَور میں قرآن پاک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھانے کے لئے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا تھا جسے ہم آج کل عرفِ عام میں درس کہتے ہیں اور جس میں لوگ حلقہ بنا کر بیٹھتے ہیں لیکن چونکہ اس میں قرآن پاک پر غور ہوتا ہے اس لئے یہ طریقہ بدعت نہیں کہلائے گا۔ اسی طرح حلقہ بنا کر ذکر کرنا بھی بدعت نہیں، کیونکہ قرآن پاک میں بار بار ذکر کرنے کا حکم ہے اور حضورِ اکرمؐ کے دورِ مبارک میں ذکر ہوتا تھا،" (نوائے وقت" لاہور ۲ ستمبر ۱۹۸۰ء)

اس کے بعد ۳ ستمبر کی دوسری قسط میں انہوں نے اس انداز کی چند باتیں اور کی ہیں (جنہیں اگر ضرورت ہوئی تو آگے چل کر نقل کیا جائے گا) اور یہ لکھا ہے کہ ہر ایک چیز کو شرک و بدعت کہنے سے اجتناب کرنا چاہیئے یعنی جس طرح شرک کے معاملے میں موصوف کا یہ فرمانا تھا کہ کوئی مسلمان شرک کا ارتکاب نہیں کرتا اس لئے کسی مسلمان کو مشرک نہ کہا جائے۔ اسی طرح موصوف کا خیال" بدعات" کے بارے میں ہے کہ کسی کام کو بدعت نہ کہو۔ حالانکہ بدعت کی جو تعریف خود موصوف نے کی ہے۔ اس کی رُد سے دسیوں اور بیسیوں کام ایسے ہیں جو قبر پرستوں میں عام ہیں، وہ بدعات کے ذیل میں آتے ہیں حالانکہ انہیں بدعت نہیں سمجھا جاتا بلکہ امرِ دین سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً

مُردوں کے لئے تیجہ، ساتواں، چالیسواں، قرآن خوانی، قل شریف، مُردے کو دفنانے کے بعد چالیس قدم پر آکر دعاء مانگنا یا نمازِ جنازہ کے فوراً بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا اور دفنانے کے بعد قبر پہ کھڑے ہو کر اذان دینا، ہر جمعرات کو روحوں کی واپسی کا عقیدہ، شب برات کی رسمیں، رجب کی بدعات (کونڈے، صلوٰۃ الرغائب وغیرہ) یوم میلاد کا جلوس اور چراغاں وغیرہ، اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام کا اضافہ، محفلِ میلاد میں صلاۃ و سلام کے وقت دست بستہ قیام، کیا یہ تمام امور بدعات نہیں ؟ کیا انہیں دین اور ثواب کا کام سمجھ کر نہیں کیا جاتا ؟ موصوف نے جو مثالیں دی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ان میں ایک تو تسبیح کی مثال ہے۔ تسبیح بجائے خود ایک امرِ دین نہیں، ایک آلۂ عدد ہے (یعنی گنتی شمار کرنے کی ایک چیز ہے) لیکن اس کے باوجود اس کے استعمال کی بابت علماء میں اختلاف ہے۔ کئی علماء اس کے استعمال کو بھی "بدعت" قرار دیتے اور اس کے استعمال سے روکتے ہیں۔

قرآن پاک کے ترجمے کی مثال بالکل غلط ہے۔ آخر قرآن کو سمجھانے کے لیے ہر علاقے کے علماء اپنی اپنی زبان استعمال کرتے ہیں۔ ترجمہ بھی اسی تفہیم کی ایک شکل ہے جو دین میں اضافہ نہیں بلکہ قرآن و حدیث ہی سے اس کا جواز مفہوم ہوتا ہے۔ یہ بدعت کے ذیل میں آتا ہی نہیں ہے۔

البتہ درسِ قرآن پاک کے حلقے سے حلقہ ہائے ذکر کا اثبات غلط ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو خطاب فرماتے تھے تو قدرتی طور پر حلقہ بن ہی جاتا ہوگا لیکن آج کل ذکر کے جو مخصوص حلقے بنا لئے گئے ہیں، ان سے اس حلقۂ درسِ قرآن کا کیا تعلق؟ دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کا ایک حلقۂ ذکر ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دیکھا تو اس پر بڑے غضب ناک ہوئے اور اسے "ضلالت" قرار دیا۔ چنانچہ یہ واقعہ سُنن دارمی میں موجود ہے۔ ہم یہ پورا واقعہ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

قال ابو موسیٰ (الاشعری) رضی اللہ عنہ (لابن مسعود رضی اللہ عنہ) اِنِّی رَاَیْتُ فِی المسجد آنفًا امرًا انکرتہ ولم ار والحمد للہ خیرًا قال فما ھو فقال ان عشت فستراہ قال رأیت فی المسجد قومًا حلقًا جلوسًا ینتظرون الصلوٰۃ فی کل حَلْقَۃٍ رجل و فی ایدیھم حصًی فیقول کَبِّرُوْا مِائَۃً فیکبّرُونَ مِائَۃً فیقول هَلِّلُوْا مِائَۃً فَیُهَلِّلُوْنَ مِائَۃً ویقول سَبِّحُوْا مِائَۃً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُسَبِّحُوْن مائةً قال فما ذا قلتَ لهم قال ما قلت لهم شيئًا انتظار رأيك او انتظار امرك قال افلا امرتهم ان يعدوا سيأتهم وضمنت لهم ان لا يضيع من حسناتهم ثم مضى ومَضَيْنَا معه حتى اتى حَلَقَةً من تلك الحِلَقِ فوقف عليهم فقال ما هذا الذى اراكم تصنعون؟ قالوا يا ابا عبد الرحمٰن حصًى نعدبه التكبير والتهليل والتسبيح قال فعدُّوا سيأتكم فانا ضامنٌ ان لا يضيع من حسناتكم شئٌ وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ محمّدٍ ما أَسْرَعَ هلكتكم هؤلاء صحابة نبيّكم صلّى الله عليه وسلّم متوافرون وهذه ثيابه لم تبل وآنيته لم تكسر والذى نفسى بيده انكم لعلى ملّةٍ هى اهدى من ملّة محمّد او مفتّحوا باب ضلالةٍ قالوا والله يا ابا عبد الرحمٰن ما اردنا الّا الخير۔ قال وكم من مُّرِيدٍ للخير لَنْ يُّصِيْبَهُ۔ ان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم حدثنا ان قومًا يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم وايم الله ما ادرى لعل اكثرهم منكم ثم تولى عنهم فقال عمرو بن سلمة رأينا عامة اولئك الحلق يطاعنونا يوم النهروان مع الخوارج (سنن دارمی، ص ۶۸۔ ۶۹ ج ۱ باب فی کراھیة اخذ الرأى)

۲ امام دارمی یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا: میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو گول دائروں (حلقوں) میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے جو نماز کا انتظار کر رہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہیں اور دائرے میں ایک آدمی ہے جو کہتا ہے سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہو تو لوگ اس کی اقتدار میں اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو پھر وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہو۔ پھر وہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری سے کہا "تم نے یہ دیکھ کر ان کو کیا کہا؟" ابوموسیٰ اشعری نے جواب دیا "میں نے تو ان کو کچھ نہیں کہا۔ آپ کی رائے اور حکم کا منتظر ہوں۔" آپ نے فرمایا تم نے انہیں یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ اس کی بجائے وہ اپنے گناہوں کا شمار کریں اور نیکیاں ضائع نہ ہونے کی تم ان کو ضمانت دیتے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ خود تشریف لائے اور ان حلقوں (گول دائروں) میں سے ایک حلقے کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا۔ ابوعبدالرحمن (عبداللہ بن مسعود کی کنیت) ہم (ان کنکریوں کے ذریعے) تکبیر، تہلیل اور تسبیح گن رہے ہیں۔ فرمایا اس کے بجائے اپنے گناہ گنو۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ اے اُمّتِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم! تم کس قدر جلدی ہلاکت کی طرف چل پڑے ہو، ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بڑی تعداد میں موجود ہیں اور آپ کے کپڑے بھی پرانے نہیں ہوئے اور نہ ابھی آپ کے برتن ٹوٹے ہیں (یعنی آپ کے انتقال کو زیادہ مدت نہیں ہوئی) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یا تو تم نے کوئی ایسا دین دریافت کر لیا ہے جس میں دینِ محمدؐ سے زیادہ ہدایت ہے اور یا تم گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو؟ انہوں نے (یہ ورد و وظیفہ کرنے والوں نے) کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا۔ اے ابو عبد الرحمٰن خدا کی قسم ہماری نیت تو صرف نیکی حاصل کرنے کی ہے۔ تو جواب میں عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کتنے ہی نیکی کی نیت سے عمل کرنے والے اُس سے محروم رہتے ہیں" (اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ ا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :" کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، لیکن ان کے حلقوں سے تجاوز نہیں کرے گا" اللہ کی قسم، ایسے لوگ شاید تم ہی میں سے زیادہ ہوں" پھر آپ وہاں سے چلے گئے۔ حضرت عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ نہروان میں ان (حلقہ باندھ کر ذکر کرنے والوں) کی اکثریت خوارج کے ساتھ تھی اور ہم مسلمانوں پر تیر زنی کر رہی تھی"

اس واقعے میں دیکھ لیجئے کہ ایک جلیل القدر صحابیٔ رسول اُس حلقۂ ذکر کو باب ضلالت کھولنے کے مترادف قرار دے رہے ہیں۔ جسے موصوف سندِ جواز عطا کر رہے ہیں۔ ہم نے یہ پورا واقعہ اسی لئے نقل کیا ہے کہ اس سے سُنّت و بدعت کی حقیقت واضح ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دین میں اپنی طرف سے کوئی طریقہ ایجاد کرنا بھی بدعت ہے۔ موصوف کی یہ دلیل حلقۂ ذکر کے اثبات میں کیسی مضحکہ خیز ہے کہ۔

"حلقہ بنا کر ذکر کرنا بدعت نہیں کیونکہ قرآن پاک میں بار بار ذکر کرنے کا حکم ہے اور حضور اکرمؐ کے دَورِ مبارک میں ذکر ہوتا تھا"

اس طرزِ استدلال کو ذرا عام کر دیا جائے تو دین ایک بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا۔ کل کلاں کو ایک شخص کہے کہ نماز پانچ وقت کے بجائے چھے وقت پڑھنی چاہیئے۔ یا ظہر وعصر اور عشاء کے چار فرائض کے بجائے آٹھ فرض رکعتیں پڑھنی چاہئیں کیونکہ قرآن نے نماز کی بڑی تاکید کی ہے اور عہدِ رسالتؐ اور عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں بڑی پابندی سے مسلمان فریضۂ نماز ادا کرتے تھے۔ زکوٰۃ ڈھائی فی صد کے بجائے ۵ فی صد ہونی چاہیئے۔ کیوں کہ قرآن نے زکوٰۃ کی بھی بڑی تاکید کی ہے۔ اور خلیفۂ اول نے منکرین زکوٰۃ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کیا تھا۔ سچ فرمایئے صلاۃ و زکوٰۃ میں اضافے اور اس کے لئے نئے طریقے ایجاد کرنے کے لئے کیا یہ دلیل فی الواقع کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ " قرآن میں اس کا بار بار ذکر ہے " ؟

بار بار ذکر ہونے کا یہ مطلب کس طرح ہو گیا کہ اس کام کو آپ جس طرح چاہیں کرلیں؟ بار بار ذکر سے تو صرف اس کی اہمیت ہی معلوم ہوتی ہے نہ کہ اس سے نئے طریقے ایجاد کرنے کی اجازت نکلتی ہے۔ اُسے کرنا تو اُسی طریقے سے پڑے گا، جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اس کی ساری اہمیت اسی پیروئی اتباعِ سُنت میں ہی ہے۔ اگر یہی چیز (اتباعِ سنت) مفقود ہو گئی تو اس کی ساری اہمیت ہی ختم ہو گئی۔ وہ سرے سے خیر ہی نہیں رہا۔ سراسر شر بن گیا۔ سُنت نہیں بدعت ہو گیا اور ثواب کے بجائے گناہ کا کام ہو گیا۔

اس لئے محترم! بدعت کی وہ تعریف جو کہ آپ نے کی ہے یعنی :۔

" جو دین میں بالکل نئی ہو جس کا پہلے سرے سے وجود ہی نہ ہو "

جامع و مانع نہیں۔ اسے جامع و مانع بنانے کے لئے بدعت کی تعریف میں یہ چیز بھی ماننی پڑے گی کہ :۔

اس کے اسباب و دواعی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود ہوں۔ اور کوئی خاص اَمر بھی مانع نہ ہو۔ اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار نہ کیا ہو۔ تو وہ کام بدعت ہو گا۔ نیز اَمرِ مشروع و مسنون میں بطورِ مبالغہ اضافہ بھی مُحدَث یعنی بدعت ہو گا۔

مثال کے طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی مسلمان مرتے رہے، ان کی مغفرت کے لئے قرآن خوانی کے لیے قرآن بھی موجود تھا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (باوجود اسباب و دواعی کے) مغفرت کے لئے نہ قُل شریف کئے نہ قرآن خوانی کی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا اور دفنانے کے بعد قبر پہ کھڑے ہو کر مغفرت کی دعا کی۔ اِس اعتبار سے مُردے کی مغفرت کے لئے نمازِ جنازہ اور دعائے مغفرت بعد از تدفین کے علاوہ جو کچھ اَب کیا جاتا ہے۔ مثلاً قُل شریف، قرآن خوانی، تیجہ، ساتواں، چالیسواں، حیلۂ اسقاط وغیرہ یہ سب اُمورِ محدثات (بدعات) ہوں گے۔ البتہ ایصالِ ثواب کے وہ طریقے اختیار کرنے جائز ہیں جو مختلف احادیث سے ثابت ہیں۔

اسی طرح کسی اَمرِ مشروع و مسنُون میں بطورِ تعبُّد مبالغۃً اضافہ بھی بدعت ہو گا۔ اس کی وضاحت کے لئے خود نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دَور کا وہ واقعہ کافی ہے، جو احادیث میں تین شخصوں کا آتا ہے کہ ایک شخص نے ساری رات جاگ کر عبادت کرنے، دوسرے نے (بلا ناغہ) ہمیشہ روزے رکھنے اور تیسرے نے شادی سے اجتناب کرنے کا عزم ظاہر کیا۔ اور مقصد ان تینوں کا زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت تھا لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو ان کے عزائم کا پتہ چلا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں رات کو سوتا بھی ہوں اور کچھ وقت جاگ کر عبادت بھی کرتا ہوں، کبھی روزہ رکھ لیتا ہوں، کبھی ترک کر دیتا ہوں، میں نے شادیاں بھی کی ہیں اور حقوقِ زوجیت بھی ادا کرتا ہوں۔ اب تم نے جو مذکورہ عہد کئے ہیں، اگرچہ تمہارا مقصد ان سے اللہ کی زیادہ سے زیادہ عبادت ہی ہے لیکن یہ طریقے میری سُنّت کے خلاف ہیں۔ اور جو میری سُنّت سے اعراض کرے گا، اس کا کوئی تعلق مجھ سے نہیں ہے۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، ص ۲۷)

اِس حدیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ کسی بھی اَمرِ مشروع و مسنُون میں مبالغہ کے طور پہ بہ نیّتِ تعبُّد و تقرب جو بھی اضافہ کیا جائے گا وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت کے خلاف اور امرِ مُحدَث (بدعت) ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان عبدالعزیز، حرمین شریفین اور انہدام قبور

شریعت تاریخ اور واقعات کی روشنی میں

۲۔۳۔۴ اگست ۱۹۸۴ء کو لاہور میں ایک دو روزہ "حج سیمینار" کا انعقاد عمل میں آیا۔ روزنامہ نوائے وقت کی اطلاع کے مطابق ارباب انتظام اور داعیان پس پردہ رہے حتیٰ کہ دعوت ناموں میں بھی کسی کا نام درج نہیں تھا۔ بعد میں ایک اعلان کے ذریعے چار افراد کے نام اس سلسلے میں ظاہر کئے گئے۔ راقم ان ناموں یا ان کی سیاسی و مذہبی تنظیموں کے بارے میں فی الحال کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔ تاہم اتنا عرض کئے بغیر چارہ بھی نہیں کہ ابتدائے امر میں پردہ داری کا اہتمام بے سبب نہیں۔ بقول غالب ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اور اس پردہ داری کی پردہ دری اس وقت ہوگئی جب ۵۔اگست کے اخبارات میں سیمینار کی روداد اور اس کی قراردادیں شائع ہوئیں جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ "قومی حج سیمینار" کے نام پر چند مخصوص افراد یا گروہ نے سیاسی مقاصد اور حزبی اغراض کے لئے یہ اجتماع بلایا تھا۔

حرمین شریفین کے سلسلے میں جو قرارداد اس اجتماع میں پیش کی گئی ہے۔ مقام شکر ہے کہ اس کی تردید و مذمت اجتماع میں شریک ایک نمائندے نے ہی دوسرے روز کے اخبارات میں کردی ہے۔ جس میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ اس سیمینار کی آخری نشست میں "ایسے اعلانات کئے گئے ہیں جن سے نہ صرف مجھے بلکہ امت مسلمہ کے کسی بھی باشعور فرد کو اتفاق نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا حرمین شریفین مراکز عقیدت ومحبت اور مراکز عبادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور دنیا کا کوئی بھی مسلمان ان مراکز کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انہوں نے ایسے عناصر کی مذمت کی جو سرزمین مقدس کو سیاسی جھگڑوں کی آماجگاہ بنانا چاہتے ہیں اور حرمین شریفین کے تقدس کو اپنے دنیاوی مقاصد کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں" (نوائے وقت ۶۔ اگست ۱۹۸۴ء)

یہ وضاحت و اعلان اس قرارداد کی مذمت کے لئے کافی ہے جس میں حرمین شریفین کی تولیت عالم اسلام کے نمائندوں کی کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم اس پر مزید گفتگو کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ یہ انتہائی عاقبت نااندیشانہ مطالبہ ہی نہیں بلکہ سخت شر انگیز بات ہے جو یکسر ناقابل قبول ہے۔

بعض مطالبات ایسے ہیں جو سعودی حکومت کی داخلی پالیسی سے متعلق ہیں جس میں اسے شریعت اور اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنانے کا حق حاصل ہے۔ ایسے مطالبات کا مقصد بھی شر انگیزی اور ایک برادر اسلامی ملک کے خلاف غلط پروپیگنڈے کے سوا کچھ نہیں

البتہ اجتماع کی یہ قرارداد ذرا وضاحت طلب ہے جس میں

"مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مقامات مقدسہ کو منہدم کرنے کی مذمت کی گئی اور حکومت سعودی عرب سے ان کی دوبارہ تعمیر کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک کے نمائندوں پر مشتمل مقامات مقدسہ کی تعمیر نو کمیٹی تشکیل دیئے جانے کا مطالبہ کیا گیا۔ (نوائے وقت ۵۔ اگست ۱۹۸۴ء)

یہ قرارداد مذمت اس لئے وضاحت طلب ہے کہ اس میں "مقامات مقدسہ" کے انہدام کا الزام سعودی حکومت پر لگایا گیا ہے جس سے عوام میں سعودی حکومت کے خلاف ایسی غلط فہمیاں پھیلیں گی جس سے سعودی حکومت کا دامن پاک ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حرمین شریفین میں مسلمانوں کے "مقامات مقدسہ" حرم کعبہ، مسجد نبوی، روضہ رسول ﷺ اور دیگر مساجد ہیں اور یہ بحمد اللہ تمام کے تمام نہ صرف محفوظ ہیں بلکہ ان کا انتظام ایسے اعلیٰ پیمانے پر سعودی حکومت نے سنبھالا ہوا ہے جسے انسانی مساعی کی آخری حد کہا جا سکتا ہے جس کی تصدیق ہر حاجی کرے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ ان کے علاوہ وہ کون سے "مقامات مقدسہ" ہیں جن کے انہدام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا الزام سعودی حکومت پر لگایا گیا ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ آج سے ساٹھ سال قبل کا واقعہ ہے جب سعودی حکومت کے بانی یعنی والی نجد و حجاز سلطان عبدالعزیز مرحوم نے شریعت اسلامیہ کے مطابق ان تمام قبروں کو جو قبہ نما بنی ہوئی تھیں اور شریعت سے بے خبر عوام وہاں غیر شرعی حرکات کرتے تھے، ڈھا دیا تھا اور ان کو عام سادہ قبروں کی طرح بنا دیا تھا تاکہ عوام آئندہ اس گمراہی میں مبتلا نہ ہوں جس طرح پہلے چلے آ رہے تھے۔ ان پختہ قبروں اور قبوں کو ہی قرار داد میں "مقامات مقدسہ" کہا گیا ہے۔ قبریں بالخصوص صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام کی قبریں بلاشبہ قابل احترام ہیں جن کی بے حرمتی قطعاً جائز نہیں لیکن اگر قبریں پختہ کر دی جائیں اور ان پر قبہ نما عمارتیں بنا دی جائیں تو شریعت اسلامیہ کے مطابق قبروں کی پختگی کو ختم کر کے اور قبوں کو ڈھا کے ان کو عام قبروں میں تبدیل کر دینا، قبروں کی بے حرمتی قطعاً نہیں ہے بلکہ یہ عین اسلام ہے اور حدیث کی صحیح ترین کتاب "صحیح مسلم" میں ابو الھیاج اسدی کی یہ روایت موجود ہے کہ "مجھے حضرت علیؓ نے کہا، "ابو الھیاج! کیا میں تمہیں اس کام پر مامور نہ کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کروایا تھا اور وہ یہ ہے کہ جاؤ جو بھی تصویر، مجسمہ (تمثال) تمہیں نظر آئے اسے مٹا دو۔ اور جو قبر زیادہ اونچی ہو، اسے برابر کر دو"، (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر)

سلطان عبدالعزیز نے یہی کام کیا ہے جس کی وضاحت اور تاکید حضرت علیؓ کی اس روایت میں ہے۔ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہیں کیا، کسی قبر کی بے حرمتی نہیں کی، کسی مقام مقدس کو انہوں نے نہیں ڈھایا۔ لیکن بدقسمتی سے برصغیر پاک و ہند میں جو اسلام رائج ہے اس میں پختہ قبریں اور ان پر قبوں کی تعمیر نہ صرف جائز ہے بلکہ وہاں پوجا پاٹ کے دیگر مراسم بھی بکثرت بجا لائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے لوگوں نے اس وقت بھی سلطان عبدالعزیز کے خلاف یہی پروپیگنڈہ کیا تھا جس کا اعادہ اب ۶۰ سال کے بعد زیر بحث قرار داد میں کیا گیا ہے۔

یہ ۱۹۲۴ء۔ ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ راقم چاہتا ہے کہ اس کی ضروری تفصیل یہاں پیش کر دی جائے تاکہ ایک تو پروپیگنڈے کی حقیقت واضح ہو جائے۔ دوسرے سلطان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز کے اقدام کی نوعیت سے لوگ آگاہ ہوجائیں اور عوام کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ اس سلسلے کے حقائق و واقعات اُس دور میں شائع ہو چکے ہیں جب سلطان عبدالعزیز (والد شاہ فیصل و شاہ خالد و شاہ فہد وغیرہ) نے سرزمین حرمین سے شریف حسین مکہ (جو انگریز کا حمایتی وطرفدار تھا اور جس نے عملاً عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیئے حج کرنا انتہائی دشوار کردیا تھا) کا اقتدار ختم کرکے نجد و حجاز کا انتظام سنبھالا اور تمام پختہ قبریں مسمار کر کے ان کو شریعت اسلامیہ کے مطابق کر دیا تھا۔ سلطان کے اس اقدام کو تو چونکہ خلاف شریعت ثابت نہیں کیا جاسکتا تھا، اس لیئے توہم پرست لوگوں نے الزام تراشی کا راستہ اختیار کر کے اپنے دل کا بخار نکالا اور اس طرح کی من گھڑت چیزیں پھیلائیں کہ سلطان عبدالعزیز نے کئی مسجدیں مسمار کردی ہیں، قبروں کی بے حرمتی کی ہے اور یہ شخص اب روضۂ رسول ؐ کی بیحرمتی کرنے سے بھی باز نہیں آئے گا، وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ اس دور میں تحقیق حال کے لیئے ہندوستان (متحدہ ہند) سے علماء کا ایک وفد مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے (جس میں چوٹی کے علماء داعیان اور ممبران کونسل شامل تھے) خود حجاز گیا اور وہاں کے تمام حالات کا جائزہ لیا اور وہاں کے افسران بالا اور خود سلطان عبدالعزیزؒ سے مل کر اصل حالات معلوم کیئے۔ اس وفد نے وہاں سے واپس آکر جو رپورٹ دی وہ اس وقت شائع ہوگئی تھی۔ یہاں اس رپورٹ سے چند اہم اقتباسات پیش کیئے جاتے ہیں تاکہ انہدام قبور و قباب کے الزام کی حقیقت واضح ہوجائے۔

وفد مذکور نے جب مآثر و مقابر کے گرانے سے متعلق استفسار کیا تو سلطان نے اس کے جواب میں جو کہا وہ وفد کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

"مآثر مبانی کی سردست اس طرح اصلاح کرادی جائے گی کہ ان کا احترام قائم رہے اور یہ محفوظ رہیں لیکن ان کی دوبارہ تعمیر کے متعلق انہوں نے صاف صاف فرمایا کہ بلاد مقدسہ میں صرف شریعت اسلامیہ ہی کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور اسی قانون شرعی کا یہاں نفاذ ہوگا جس کی تشریح سلف صالح اور آئمہ اربعہ نے کی ہے۔ اگر دنیا کے محققین علماء اس کا فیصلہ کردیں کہ دوبارہ ان مآثر کا تعمیر کرنا ضروری ہے تو میں سونے چاندی سے انہیں تعمیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرانے کے لئے مستعد ہوں۔ اسی طرح مدینہ منورہ کے تمام آثار اور مبانی کا جو دنیا کے محققین علماء فیصلہ کریں گے اس کے موافق عمل کیا جائے گا اور علماء کے فیصلے سے قبل کی تمام چیزیں اصلی شکل پر قائم رکھی جائیں گی۔ البتہ روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ اس کا تحفظ اور بقاء ہر مسلمان کے لئے فرض ہے اور جس کی حفاظت کے لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی جان اور تمام خاندان کو اس پر قربان کر دوں گا۔ اس لئے میں نے مدینہ منورہ میں ایسی فوج بھیجی ہے جو مصالح شناس ہے اور انشاء اللہ وہ تمام آثر کا احترام ملحوظ رکھے گی"۔

ہم وفد نے صرف اسی زبانی گفتگو پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان تمام مسائل کے متعلق سلطان عبدالعزیز سے ایک ابلاغ لکھوایا جو رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے۔

وفد کو ر نے سلطان مرحوم سے جو تحریری بلاغ (اعلان) حاصل کیا تھا۔ اس کا ترجمہ رپورٹ ہٰکا سے درج ذیل ہے۔

اعلانِ عام

عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل السعود کی طرف سے مشرق و مغرب کے مسلمانوں کے نام

الحمد للہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد جو روز قیامت میں شفیع ہوں گے۔

امابعد! یہ کہ میں نے وفد جمعیت خلافت ہند اور جمعیۃ العلماء کے نمائندوں سے ان مسائل کے متعلق گفتگو کی جن کا علم مسلمانوں کو ضروری ہے اور جن کے متعلق ہمارے خیالات کی حقیقت جاننا اہم ہے۔ پورے اخلاص و صراحت کے ساتھ گفت و شنید ہوئی اور خدا کا شکر ہے ہمارے اور ان کے درمیان تمام مسائل زیر بحث میں پورا اتفاق ہوگیا۔

حق کے دشمن اور باطل کے دوست افتراء کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے اور بے نیاشی ... سے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ سیدھے سادے مسلمانوں کے قلوب میں غلط خیالات پیدا کر رہے ہیں جنہیں حقیقت حال کا پتہ نہیں ہے اور جو نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جانتے کہ ہماری پالیسی کیا ہے؟ ان افترا پردازیوں کے تدارک کے لئے میں حسب ذیل اعلان کرتا ہوں جس سے دلائل کی روشنی میں حق و باطل کی تمیز ہو جائے گی۔

(۱) میں ان قوموں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے ساتھ حق کی مدافعت کی اور ہندوستانی قوم کا خاص طور سے شکر گزار ہوں کہ اس نے ایسے وقت میں عربوں کی حمایت کا بیڑا اٹھایا اور ان کے تحفظ کی طرف توجہ کی جبکہ عرب خود آپس کی آویزش و عداوت میں مبتلا ہو کر اپنے دینی اور وطنی فریضے کو بھول چکے تھے۔ میں اس لئے بھی مسلمانان ہند کا خاص طور سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے سب سے پہلے میری دعوت پر لبیک کہی۔ خدا انہیں بہتر جزا دے۔

(۲) میں اب بھی اسی قول پر قائم ہوں جس کا اظہار میں نے عالم اسلامی کو دعوت دیتے وقت کیا تھا۔ مؤتمر کے انعقاد کی ضرورت ہے جو ان امور پر غور کرے جو حجاز کے تمام مسلمانوں کے لئے اہمیت رکھتے ہیں۔ راستے کی اصلاح و حفاظت، ہر زائر کے لئے راحت و آرام کے وسائل کی فراوانی، ڈاک وغیرہ کے امکان کی سہولت۔ ایسے امور کے انتظام کے متعلق حجاز میں ہم اور وہ مل کر ذمہ داری قبول کریں۔ راستے کھلنے کے بعد ہی[1] عنقریب ایسی مؤتمر اسلامی کی دعوت پھر دی جائے گی۔

(۳) حجاز کی کامل آزادی کی حفاظت ہم اپنی جان تک سے کریں گے کہ غیر مسلم کا اثر حجاز میں قائم نہ ہو[2]۔ اس میں ہمارے دین و شرف کی حفاظت ہے۔

(۴) بلادِ مقدسہ کا قانونِ عام شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہوگا اور تمام مسائل کا فیصلہ غور و خوض کے بعد تمام ممالک کے محقق علماء کریں گے۔

(۵) میں اس بات کو نہایت زور و تاکید کے ساتھ آپ سے کہتا ہوں کہ مدینہ منورہ حرمًا

---

[1] سلطان کا اس وقت تک پورے حجاز پر کنٹرول نہیں ہوا تھا اور بعض علاقوں میں ابھی تک جنگ یا حالتِ جنگ موجود تھی جس کی وجہ سے راستے مخدوش تھے۔

[2] سلطان مرحوم کے متعلق ان کے دشمنوں اور مذہبی مخالفین نے یہ افواہ بھی اڑائی تھی کہ سلطان انگریزوں کا حامی ہے اور اب وہاں انگریز کا تسلط ہو جائے گا۔ سلطان مرحوم نے ان الفاظ میں اس افواہ کی تردید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مامنا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں قتل وغارت و بربادی جائز نہیں، اس کے شرف واحترام کی وجہ سے میں عرصے سے صرف اس محاصرے پر اکتفا کر رہا ہوں حالانکہ اس میں بہت مالی نقصان ہو رہا ہے اور حالانکہ خدا کی مدد سے میں مدینہ منورہ پر ایک گھنٹے میں قبضہ کر سکتا ہوں لیکن میں بلاد وعباد کی سلامتی چاہتا ہوں۔ میں نے لشکر کو حکم دے دیا ہے کہ کسی بھی صورت میں مدینے پر ہجوم نہ کرے اور اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ دشمن خود ہتھیار ڈال کر حوالے نہ کر دے۔ مدینہ منورہ میں جو عمارتیں ہیں ان کے متعلق سابقہ دفعہ کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

ہمارے دشمن مشہور کر رہے ہیں کہ جب ہم مدینہ پر قبضہ کر لیں گے تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منہدم کر دیں گے۔ حاشا۔ کوئی مسلمان ہرگز ایسا نہ کرے گا۔ اگر کوئی ایسا کرے تو میں اس کی حفاظت میں اپنی جان، مال، اولاد قربان کر دوں گا۔ میں اللہ کے حرم مکہ اور رسولؐ کے حرم مدینہ میں کوئی فرق نہیں کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو حرم بنایا۔ جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم کیا۔ میری اللہ سے دعا ہے کہ اس کام کی توفیق دے جس سے وہ راضی ہو۔"

۲۸ ذوالحجہ ۱۳۴۳ھ　　　　مہر سلطان

اعلان کے مطابق عمل

احترام مدینہ کے سلسلے میں سلطان عبدالعزیز نے جو یقین دہانی کرائی تھی، اس پر کتنی سختی سے عمل درآمد کرایا گیا۔ اس کا اندازہ سلطان کے ان احکام سے کیا جاسکتا ہے جو انہوں نے اپنی اس فوج کو دیئے جو مدینے کو فتح کرنے پر مامور تھی۔ اس کی کچھ تفصیل اسی دور کے ایک ہندوستانی اخبار نے حجاز کے ایک مؤقر اخبار کے حوالے سے شائع کی تھی جو حسب ذیل ہے۔

"اسی ہفتے کی ڈاک میں ہمارے پاس "ام القریٰ" کا جو پرچہ پہنچا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعود نے مزید احتیاط کے لئے نجد کے ایک مشہور عالم شیخ عمر بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیم کو مدینہ منورہ بھیج دیا ہے تاکہ وہ شرعی حیثیت سے محاصرہ فوج کی نگرانی کریں اور دوران جنگ میں کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرنے دیں جو حرمتِ مدینہ کے منافی ہو۔ اس کے ساتھ ایک فرمان فوج کے نام بھی بھیجا جس میں خدا کا واسطہ دے کر اسے حکم دیا ہے کہ حدود حرم میں دشمنوں کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہ کریں۔ "ام القریٰ" کا بیان ہے کہ نجدی فوج کو سلطان کے ان پے درپے تاکیدی احکام سے بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے چنانچہ وہ ایک مرتبہ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ "جب نجدی فوج نے سلطانی احکام کے مطابق ہر قسم کی جنگی کارروائیوں کو بند کر دیا تو مدینے کی محصور فوج کو یہ گمان ہوا کہ اب شاید نجدیوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں اور یہ سوچ کر انہوں نے عین نماز فجر کے وقت ہمارے کیمپ پر حملہ کر دیا۔ اوّل اوّل تو اس اچانک حملے سے ہماری فوج میں سخت انتشار پیدا ہو گیا اور وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی مگر بعد میں اپنی قوت مجتمع کر کے اس پر جوابی حملہ کیا اور انہیں مارتی ہوئی مدینہ کے قریب تک پہنچ گئی لیکن عین شہر کے سامنے جب کہ فتح کے دروازے بالکل کھلے ہوئے تھے، دفعۃً شیخ عمر بن سلیم نے فوج کو للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا، سلطان کی نافرمانی تمہیں سخت سزا کا مستوجب بنا دے گی۔" آخر مجبوراً ہماری فوج کو رک جانا پڑا اور مدینے کی فتح مکمل ہوتے ہوتے رہ گئی۔

ان نقصانات سے ابن سعود کی فوج میں جیسی کچھ بددلی پھیل رہی ہو گی اس کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے لیکن وہ عالی ظرف انسان احترام مدینۃ الرسول کی خاطر نہ صرف ان حماقتوں کو برداشت کر رہا ہے بلکہ دنیائے اسلام کو مطمئن کرنے کے لئے اپنی فوج کو تاکید کر رہا ہے کہ وہ ذلیل و محکوم ہندوستانیوں کے نمائندوں کی نگرانی و ہدایت پر عمل کرے[1] حالانکہ کوئی خوددار بادشاہ اپنی فوج کے لئے اس ذلت کو پسند نہیں کرتا۔"

(اخبار "الجمعیۃ" دہلی ۱۰ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۲ کالم ۲

یہ تمام تفصیلات شائع شدہ ہیں۔ راقم نے یہ تمام اقتباسات "مسئلہ حجاز پر نظر" مؤلفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم مطبوعہ ۱۹۲۵ء سے نقل کئے ہیں۔ یہ تمام تفصیلات ڈاکٹر حکیم ملک

---

[1] سلطان نے فوج کو حکم دیا تھا کہ وہ ہندوستانی وفد کی نگرانی میں کام کرے یہ اس طرف اشارہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنایت اللہ نسیم سوہدروی نے اپنی کتاب "مولانا ظفر علی خان اور ان کا عہد" میں بھی نقل کی ہیں

ایک ضروری وضاحت

وفد خلافت کے سلسلے میں یہ وضاحت بھی کر دینی نامناسب نہ ہوگی کہ تین مرتبہ ہندوستان سے خلافت کمیٹی کی طرف سے وفد گئے۔ پہلا وفد ۱۹۲۴ء میں سید سلیمان ندوی کی قیادت میں گیا جب کہ شریف حسین اور سلطان عبدالعزیز کے درمیان جنگ جاری تھی۔ اس وفد کو شریف حسین کے لڑکے امیر علی نے سلطان عبدالعزیز تک نہ جانے دیا۔ بالآخر دو مہینے کے قیام کے بعد یہ وفد جدہ سے ہی واپس آ گیا۔

دوسرا وفد ۱۹۲۵ء میں گیا جس میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد عرفان اور شعیب قریشی وغیرہ تھے اور اس وقت سلطان کی پیش قدمی جاری تھی جس کی وجہ سے مقابر و آثر گرانے کی افواہیں گرم اور اس کی وجہ سے ایک خاص طبقے کے جذبات میں گرمی تھی۔ وفد خلافت کی جو رپورٹیں ان دنوں شائع ہوئیں، جن کا کچھ حصہ اوپر نقل کیا گیا ہے اسی دوسرے وفد کی ارسال کردہ ہیں۔

تیسرا وفد خلافت ۱۹۲۶ء میں اس وقت گیا جب پورا حجاز سلطان عبدالعزیز کے زیر انتظام آ گیا تھا اور سلطان نے حسب وعدہ ایک مؤتمر اسلامی کا انعقاد کیا تھا جس میں حجاز سے متعلقہ مسائل پر غور و خوض کرنا تھا۔ اسی مؤتمر میں شرکت کے لئے یہ وفد گیا تھا۔ اس کی قیادت بھی پہلے وفد کی طرح سید سلیمان ندوی نے کی تھی اور اس کے ارکان مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور شعیب قریشی تھے۔ اس موقع پر ہندوستان سے دو وفد اور بھی گئے تھے۔ ایک اہل حدیث کانفرنس کی طرف سے اور دوسرا جمیعۃ العلمائے ہند کی طرف سے۔ اس مؤتمر میں بھی حجاز کی سلطنت اور وہاں غیر مسلم اثر و نفوذ وغیرہ مسائل کے ساتھ انہدام قبور کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا اور ہندوستانی وفد نے اس طرف توجہ دلائی کہ اس معاملے میں عجلت سے کام لیا گیا ہے جس کی وجہ سے ہندوستانی مسلمانوں میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ اگر یہی کام عالم اسلام کے محقق علماء کی آراء حاصل کرنے کے بعد کیا جاتا (جو آپ کی رائے سے مختلف نہ ہوتیں) تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس کے جواب میں سلطان مرحوم نے فرمایا۔

"آپ نے جو کچھ کہا صحیح ہے، میں دل سے یہی چاہتا تھا لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ لوگ ہماری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم سے واقف نہیں ہیں ان کے متعصب قبائل نے دھمکی دی کہ ہم نے اس لئے جہاد اور اپنا جان و مال قربان کیا تھا کہ مراسم شرک کا استیصال اور قرآن وسنت کو قائم کیا جائے۔ اس لئے جلد سے جلد ان قبوں اور عمارتوں کو منہدم کر دیا جائے، ورنہ ہم خود ان کو گرادیں گے۔ اس دھمکی کے بعد ہمارے لئے دو ہی صورتیں تھیں یا ان کو بزور اس سے روکتے یا گرانے کی اجازت دے دیتے۔ پہلی صورت میں خانہ جنگی کا اندیشہ تھا اور دوسری صورت میں فتنہ فساد کا۔ جس سے اہل مدینہ کو بھی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑتا اور دوسری عمارتوں کو بھی صدمہ پہنچتا اور ان کا مطالبہ غیر شرعی بھی نہیں تھا بلکہ خدا اور رسولؐ کے حکم اور کتاب وسنت کے مطابق تھا۔ اس لئے میں نے قاضی القضاۃ سے خواہش کی کہ وہ خود مدینہ جاکر اس کام کو انجام دیں۔ جو چیز خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ہے اس میں اختلاف نہ ہونا چاہیئے" (دیکھئے "حیات سلیمان" مطبوعہ اعظم گڑھ ص ۲۵۷ - ۲۵۹)

تائید مزید

مذکورہ تفصیلات کی تائید اس دور کے اکابر اہل علم کی تحریرات وتقاریر سے بھی ملتی ہے چنانچہ مولانا سید سلیمان ندوی اپنے ایک خطبۂ صدارت میں جو انہوں نے جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس ہفتم منعقدہ کلکتہ ۱۹۲۶ء میں پڑھا تھا لکھتے ہیں۔

"خدا کا شکر ہے کہ حجاز میں بدامنی اور جنگ کے بجائے امن وامان کا دور دورہ ہے گزشتہ سال جو حاجی گئے اور امسال جو وفد خلافت گیا سب نے راستوں کی مامونیت اور قبائل کی اطاعت اور حالات کی درستی کی اطلاع دی اور سلطان کی ذاتی خوبیوں اور لیاقتوں کی تعریف کی۔ اثنائے جنگ میں بعض مقدس عمارتوں کے ساتھ بے ادبی کی اطلاعیں بہت کچھ مبالغہ آمیز نکلیں۔ حجاز کے آثار صحیحہ کی بقاء و استحفاظ کی آرزو ہر مسلمان دل میں موجود ہے اور یقیناً آئندہ مؤتمر اسلامی کا فرض ہوگا کہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری موجودہ حکومت حجاز سے حاصل کرے۔ اس بارے میں جمعیۃ العلماء سے یہ درخواست بے جا نہ ہوگی کہ مقابر و آثار متبرکہ صحیحہ اور آثار سلف سے جو کچھ شرعی احکام ثابت ہوں۔ ان سے مسلمانوں کو باخبر کرے اور علمائے نجد وحرمین کو بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے متفق بنانے کی کوشش کی جائے" (جمعیۃ العلمائے ہند۔ مرتبہ پروین روزینہ اسلام آباد، جلد اوّل صفحہ ۲۵۷۔

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بھی اکتوبر ۱۹۲۵ء میں امیر ابن سعود اور حرمین شریفین اور گنبدوں کے انہدام کا حادثہ، کے عنوان سے ایک نہایت فکر انگیز مضمون لکھا تھا۔ اس مضمون سے بھی گزشتہ تفصیلات کی تائید ہوتی ہے لیکن قبل اس کے کہ مولانا آزاد کے اقتباسات پیش کیے جائیں۔ اس پس منظر کی وضاحت ضروری ہے جس میں وہ مضمون لکھا گیا تھا۔

سلطان عبدالعزیز سے قبل حجاز (مکہ، مدینہ طائف وغیرہ) کا گورنر شریف حسین تھا جو ترکی کی خلافت عثمانیہ کی طرف سے مقرر تھا۔ شریف حسین خلافت عثمانیہ سے بغاوت کر کے نہ صرف انگریزوں کے ساتھ مل گیا بلکہ اس نے ایک طرف عرب کے بعض دوسرے حصوں مثلاً شام، فلسطین اور عراق میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے لئے مداخلت کا دروازہ کھول دیا اور دوسری طرف اس نے حرمین شریفین میں ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا تھا حتیٰ کہ مسلمانان عالم کے لئے حج کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں سلطان عبدالعزیز، جو ان دنوں نجد و ملحقات کا والی تھا، میدان جنگ میں اترنے پر مجبور ہوا۔ اس نے اپنے ایک جرنیل خالد بن لوی کو پیش قدمی کا حکم دیا۔ اس کے نتیجے میں طائف فتح ہو گیا اور مکہ معظمہ کا راستہ کھل گیا۔ انہی ایام میں شریف حسین کی حکومت سے دست برداری کے بعد اس کا بیٹا امیر علی حجاز کا بادشاہ بن گیا۔ اسی اثنا میں سلطان عبدالعزیز کے عساکر نے حجاز کے باقی حصے بھی مسخر کر لئے۔ آخر امیر علی جدہ چھوڑ جانے پر مجبور ہو گیا۔ نجدی جرنیل (خالد بن لوئ) نے طائف نیز مکہ معظمہ میں بعض قبے منہدم کرا دیئے جہاں لوگ بت پرستوں کی طرح مشرکانہ مراسم عبادت بجا لاتے تھے جس پر سلطان کے مذہبی مخالفین نے شور مچا دیا۔ مولانا آزاد نے جب یہ مضمون لکھا اس وقت سلطان عبدالعزیز نجد سے حجاز پہنچ کر مکہ معظمہ میں امور نظم کا کفیل بن چکا تھا۔ تاہم امیر علی جدہ پر قابض تھا جو حاجیوں کی بندرگاہ تھا اور اس نے حاجیوں کے لئے اس بندرگاہ کو بند کر دیا تھا چنانچہ سلطان نے فوراً قنفذہ، لیت اور رابغ کی بندرگاہوں میں حاجیوں کے اترنے کا انتظام کر دیا۔ یوں یہ مضمون گویا حجاز کے آخری فیصلہ ہو جانے اور سلطان عبدالعزیز کے ملک الحجاز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والتحدین جانے سے پیشتر کا ہے، اب مولانا کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) کج اندیش، باطل پسند، امیر علی کے ایجنٹوں اور خلافت کمیٹی سے ذاتی عناد رکھنے والوں نے یہ شور مچایا۔ مولانا کے الفاظ میں "پیشتر سے مختصر عناصر اور گوشے پیش رفت کار کے منتظر تھے، اس مہلت نے تعویذ غیبی کا کام دیا۔ اب سب یکجا و ہم آہنگ ہو گئے، علم و تحقیق کے فقدان اور افراط و تفریط کے ذوق، فریقانہ تعصب کی آلودگی اور اہل اغراض و ہوا کی فتنہ پردازیوں نے ایک ہنگامۂ حقیقت آشوب برپا کر دیا۔ ایک طرف امیر علی کے ایجنٹ ہیں ... دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنہیں مرکزی خلافت کمیٹی یا اس کے بعض ارکان سے ذاتی مخالفتیں تھیں۔ ان کی فرصت طلبی بھلا یہ موقع کیوں جانے دیتی؟ وہ بھی پوری سرگرمی سے شریک کار ہو گئے" (تبرکات آزاد، مرتبہ مولانا غلام رسول مہر) صفحہ ۲۶۲-۲۶۳۔

(۲) دوسرا سبب فرقہ بندیوں کا ہے۔ لکھتے ہیں

"تیسری طرف جسم امت کا مرض مزمن ہے یعنی مذہبی فرقہ بندیوں کا فتنہ خوابیدہ۔ اسے بھی چیخ چیخ کر بیدار کیا جا رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ اصلی معاملے پر اعتدال کے ساتھ رائے قائم کی جائے، کوشش کی جا رہی ہے کہ عامۃ الناس میں کسی نہ کسی طرح مذہبی فرقہ بندی کے تعصب کی آگ بھڑک اٹھے"۔ (ص ۲۶۳)

(۳) تیسرا سبب عوام کی بھیڑ چال ہے، مولانا لکھتے ہیں

"مصیبت ہر طرح عوام کے لئے ہے وہ صرف جوش و جذبہ کی مخلوق ہیں۔ نہ ان میں دماغ ہے نہ ارادہ و اختیار۔ فوری تاثر و انفعال ان کا خاصۂ مزاج ہے۔ جب چاہیئے تھوڑی دیر کے لئے برانگیختہ کر دیجیئے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ بہ آسانی مذہبی جذبات ہیجان میں لائے جا سکیں۔ اس فتنہ آرائی میں نہ تو اخلاص ہے، نہ سچائی جھوٹ کا کارخانہ کتنا ہی مضبوط بنایا جائے آخر اسے ٹوٹنا اور نابود ہونا ہے۔ دوام و ثبات صرف حقیقت ہی کے لئے ہے" (ص ۲۶۴)

اس کے بعد مولانا نے مسلمانوں کو اتباع حق اور اعتدال فکر کی دعوت دی ہے کہ ہمیں اشخاص اور جماعتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے پیش نظر صرف مقاصد اور اصول ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں نہ امیر ابن سعود سے کوئی تعلق ہے۔ نہ شریف حسین اور امیر علی سے کوئی ذاتی مخالفت جو کچھ ہے اسلام کے لئے ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہے۔ اگر ہم حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے بھی اپنے اندر بے طرفدارانہ اور مخلصانہ روح عمل پیدا نہیں کر سکتے تو ہمیں یقین کر لینا چاہیئے کہ ہم اسلام کے اہم ترین مقاصد کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔" (ص ۲۶۴)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"یہ ظاہر و معلوم ہے کہ شریف حسین کا مفسدانہ قبضۂ حجاز اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک بدترین تاریخی مصیبت تھا۔ حب الوطنی کے نقطۂ خیال سے اس کا اخراج ہر عرب کے لئے ایک قومی فرض تھا اور شرعی احکام کی رو سے تمام مسلمانانِ عالم پر فرض کفایہ تھا۔ تاہم مسلمانانِ ہند اور خلافت کمیٹی نے امیر ابن سعود سے التجائیں نہیں کیں کہ شریف حسین پر حملہ کر دے اور جب اس نے خود بخود حملہ کیا تو شریف کے آگے ہاتھ نہیں جوڑے کہ نامردوں کی طرح بلامقابلہ بھاگ جائے جو کچھ پیش آیا وہ وہاں کی حالت کا قدرتی نتیجہ تھا۔ خود شریف حسین ہی کی بداعمالیاں اس کا باعث ہوئیں۔ زیادہ تر اس کا وہ ظالمانہ طرز عمل باعث ہوا جو ۹ سال سے اہل نجد کے خلاف عمل میں لا رہا تھا اور ان پر حج کا دروازہ بند کر دیا تھا جس کی بندش کے بعد مسلمانوں پر قتال واجب ہو جاتا ہے البتہ خلافت کمیٹی کا فرض تھا کہ اس موقع پر اصلاحِ حال اور حفظ مصالح کے لئے جو کچھ کر سکتی تھی اس میں کوتاہی نہ کرتی۔ اب فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اس نے ایسا کیا یا نہیں؟

ہر انسان جس کا تعصب اس درجے تک نہ پہنچا ہو کہ حقائق کے انکار پر آمادہ ہو جائے تسلیم کرے گا کہ خلافت کمیٹی نے حملہ طائف کی خبر سنتے ہی وہ سب کچھ کیا جو مسلمانانِ ہند یا کوئی ایسی ہی جماعت موجودہ حالات میں کر سکتی تھی۔ اس نے نجد کے حملے کی خبر سنتے ہی امیر ابن سعود کے نام پے در پے پیامات بھیجنے شروع کر دیئے جن میں جنگ و خونریزی کے امتناع اور تمام مقامات و مزارات حجاز کی حفاظت کے لئے صاف صاف لفظوں میں زور دیا گیا تھا۔ . . . امیر ابن سعود کی جانب سے جو جوابات موصول ہوئے وہ مع کمیٹی کے پیغامات کے ہر وقت مشتہر ہوتے رہتے لڑائی کی نسبت امیر موصوف کا جواب تھا کہ "ذمہ داری ان پر نہیں شریف پر ہے" مقدس مقامات کے حفظ و احترام کی نسبت جواب وہی تھا جو قدرتی طور پر مسلمان کا ہو سکتا ہے یعنی ان کا پورا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احترام ملحوظ رہے گا۔ خلافت کمیٹی نے اس پر بھی قناعت نہیں کی۔ ایک وفد بھیجا تاکہ ابن سعود سے مل کر مستقبل حجاز پر گفت وشنید کرے اور اہل نجد کے طرز عمل اور قبضہ حجاز کے نتائج کا بچشم خود معائنہ کرے۔ ہر شخص جانتا ہے اس وفد کی تحقیق ومعائنے میں جو طاقت حائل ہوئی وہ ابن سعود کی نہ تھی جو بار بار دعوتیں دے رہا اور انتظام کر رہا تھا بلکہ امیر علی اور اس کی مفسدانہ اور خود ساختہ حکومت جدہ کی تھی جس نے وفد کو آگے بڑھنے کا موقعہ دینے سے قطعی انکار کر دیا (تاہم سلطان عبدالعزیز بن سعود کے متبادل انتظامات کی وجہ سے دیگر حاجیوں کے ساتھ وفد خلافت کمیٹی بھی حجاز پہنچا)

ان نمائندوں نے وہاں جا کر امیر ابن سعود کے حسن انتظام وادارت کے ہر طرف مناظر دیکھے، وہاں یہ بات بھی دیکھی اور معلوم کی کہ بعض قبائل نجد نے داخلہ مکہ کے بعد بعض مقابر ومشاہد کے گنبد گرا دیئے اور بعض کے بعض حصص عمارت منہدم کر دیئے۔ انہوں نے اس بات پر پوری سرگرمی کے ساتھ اعتراض کیا اور آئندہ کے لئے اطمینان چاہا کہ ایسے واقعات ظہور میں نہ آئیں گے۔ امیر موصوف نے پوری کشادہ دلی اور آمادگی کے ساتھ اعتراضات سنے۔ حقیقت حال واضح کی اور آئندہ کے لئے وضاحت اور وثوق کے ساتھ اطمینان دلایا۔

ہر طرح کی غلطی اور غلط فہمی برداشت کی جا سکتی ہے لیکن جہل وتعصب کا کیا علاج ہے؟ جن گرفتاران جہل نے سمجھ بوجھ اور انصاف کے خلاف قسم کھالی ہو انہیں کوئی سمجھائے تو کیونکر؟ ہم علم وانصاف سے اپیل کر سکتے ہیں، لیکن علم وانصاف خلق نہیں کر سکتے۔ معاملات حجاز میں ہمارا سابقہ شریف حسین سے بھی رہ چکا ہے۔ اب امیر ابن سعود سے بھی درپیش ہے جو واقعات پیش آئے اور پیش آرہے ہیں تمام دنیا پر آشکارا ہیں۔ جوش میں آنے اور لڑمرنے کی کوئی بات نہیں۔ ٹھنڈے دل سے صرف اتنی بات پر غور کر لو کہ جہاں تک ہماری کوشش اور اس کی اثر پذیری کا تعلق ہے ان دونوں زمانوں میں صورت حال کیا رہی ہے؟

اس کے بعد مولانا نے بتلایا ہے کہ شریف حسین کے پاس سوائے انگریزوں کے پر فریب وعدوں کے کوئی قوت نہ تھی (۲) مرکز اسلام میں اس کا الحاد وظلم اور فتنہ وفساد اس درجے کا تھا کہ پوری تاریخ اسلام میں بحیثیت مجموعی اپنی نظیر نہیں رکھتا (۳) کامل نو سال تک نہ صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانانِ ہند بلکہ تمام دنیا کے مسلمان اس سے بیزار رہے اور اس کی مخالفت و سرزنش میں ہم آہنگ باایں ہمہ اس نے ایک لمحے کے لئے مسلمانانِ ہند یا کسی حصہ عالم کے مسلمانوں کا اتنا حق بھی تسلیم نہیں کیا کہ اپنی خواہشیں اس کے اعمال کے خلاف پیش کریں۔ تمام دنیا کے مسلمان ایک مرتبہ بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکے کہ اس کے ظالمانہ و مفسدانہ اعمال کے خلاف کوئی ایک احتجاج یا اعتراض تسلیم کرائیں یا کوئی وعدہ۔ کوئی اعتراف، کسی طرح کی بھی اطمینان دہی کا اطمینان حاصل کر سکیں لیکن اس کے برخلاف امیر عبدالعزیز ابن سعود۔ عرب کی سب سے بڑی مسلح قوت کا مالک ہے اس نے بزور شمشیر شریف کو فرار پر مجبور کیا اور حجاز پر قابض ہو گیا (۲) اس نے مرکز اسلام کو ایک ایسے فتنے سے پاک کیا جس کا ازالہ تمام مسلمانانِ عالم پر فرض کفایہ تھا (۳) اس کا داخلہ حجاز کے لئے امن و انتظام کی بشارت تھا۔ اس نے اپنی حیرت انگیز قوت تدبر و سیاست سے وہاں کی تمام روایتی بدامنیاں دور کر دیں۔ عرصے کے بعد وہاں حجاج کو امن و عدالت کی صورت نظر آئی۔

باایں ہمہ مسلمانانِ ہند کے نمائندے جاتے ہیں اور اس کی فوج اور اس کے فرستادہ شریف خالد کی اس کارروائی پر اعتراض کرتے ہیں کہ بعض مقابر و مشاہد گرا دیئے گئے۔ ان عمارات محدثہ کے گرانے کے بارے میں اگرچہ اس کے پاس دلائل شرع کا انبار ہے تاہم وہ مسلمانانِ ہند کے حق اعتراض کا اعتراف کرتا ہے، اعلان عام کرتا ہے اور ہر طرح اطمینان دلاتا ہے کہ اس طرح کا کوئی واقعہ ظہور میں نہ آئے گا۔ اب خدارا انصاف کرو دونوں حالتوں میں سے کون سی حالت قابل اطمینان ہے کیا فہم و انصاف کا اس قدر قحط ہو گیا کہ اتنی صاف اور قطعی بات بھی لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے گی۔ **فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا۔**

(تبرکات آزاد۔ ص ۲۶۲-۲۷۷)

مولانا ابوالکلام آزاد کا یہ پورا مضمون بڑا اہم اور قابل مطالعہ ہے ہم نے اس کے ضروری حصے ہی نقل کئے ہیں جن سے سلطان عبدالعزیز کے مذہبی مخالفین کے اعتراضات کی پوری حقیقت واضح اور سلطان مرحوم کے اقدامات کی تائید و تصویب اور اس کی مومنانہ فراست اور خداداد صلاحیت نظم و تدبیر آشکارا ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ظفر علی خاں نے بھی متعدد نظموں میں سلطان مرحوم اور ان کے مخالفین کے بارے میں اظہار رائے کیا ہے۔ ذیل میں ان کی نظموں سے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں ؎

خطرہ ہے شرقِ اردن وطرفِ عراق سے
ابن سعود شاہ شریعت نواز کو
یہ اس لئے کہ نجد میں اس نے کیا ہے فاش
دینِ مبین کے سیزدہ ۱۳ صد سالہ راز کو
اسلام کو جو عرب میں قرنوں سے ہے نصیب
کھونا وہ چاہتا نہیں اس امتیاز کو

؎ ابن سعود کو ملا مرتبہ یداللّٰہی
تازہ بہانہ مل گیا رحمت کردگار کو
آذریوں کو بزم میں مہلت رقص بھی نہ دی
مصطفویؐ چراغ نے بولہبی شرار کو

؎ نجدیوں پر تھوپ دو الزام تو ہیں حرم
خواہ انہوں نے بُرجی اس کی ایک بھی ڈھائی نہ ہو

؎ حرم والوں کی جمعیت پریشاں ہو نہیں سکتی
کہ ہے اس دور میں شیرازہ بند ابن سعودؒ اس کا

؎ نہ بچا فریب فرنگ سے کوئی تاجور کوئی باجور
مگر اک حرم کا وہ پاسباں جو ہے سر بسجدہ نماز میں
نہیں فیض ابن سعود کا یہ ہے لطف رب ودود کا
کہ سلف کے عہد کی رونقیں نظر آرہی ہیں حجاز میں

مولانا ظفر علی کی یہ نظمیں ان کے مجموعہ ہائے کلام میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اخبار کی تنگ دامانی ان کے نقل کرنے میں مانع ہے تاہم دو شعر اور سن لیجئے جس میں مسئلہ انہدام قبور میں شیعہ بریلوی اتحاد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

س شیعہ بریلوی سے گلے مل رہا ہے آج
اور لکھنؤ میں دونوں کا قارورہ مل گیا

س شیعوں اور سنیوں میں ہو چلا ہے اتحاد
یہ بھی اک سازش کہیں یارو کلیسائی نہ ہو

معلوم ہوتا ہے "کلیسائی سازش" کا یہ دائرہ مزید وسعت اختیار کر گیا ہے اور شیعہ بریلوی اتحاد میں جماعت اسلامی بھی شامل ہو گئی ہے اور اس "تثلیث" نے "حج سیمینار" کے نام پر افتراق و انتشار کا وہ پرانا فتنہ پھر سے کھڑا کرنے کی مذموم کوشش کی ہے جو ماہ و سال کی گردشوں میں دب گیا تھا۔

بہرحال گزشتہ تفصیلات اور اکابر اہل علم کے بیانات سے واضح ہے کہ سلطان عبدالعزیز پر مقدس مقامات کی بے حرمتی کا الزام بے ثبوت ہے۔ بعض پختہ قبریں یا لحد پر بنے ہوئے گنبد اگر کہیں ڈھائے گئے ہیں تو اس سے مقصود کسی کی اہانت نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا حکم سمجھ کر ایسا کیا گیا ہے۔

شاہ مرحوم کا یہ چیلنج ابھی تک تشنۂ جواب ہے کہ اگر دنیا کے محقق علماء شریعت اسلامیہ کی رُو سے پختہ قبروں اور ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کرانے کا جواز و استحباب مہیا کر دیں تو میں ان آثار و مبانی کو دوبارہ سونے چاندی سے تعمیر کرنے کے لئے تیار ہوں۔

افسوس ہے کہ اس چیلنج کو ان کے مذہبی مخالفین نے قبول نہیں کیا اور کوئی معقول ثبوت قبروں کے پختہ بنانے اور ان پر قبے تعمیر کرنے اور وہاں دیگر امور و مراسم کی ادائیگی کا تو پیش کیا نہیں لیکن آج جب کہ یہ بحث کبھی کی ختم ہو چکی ہے اسے دوبارہ اٹھا کر اس سعودی حکومت کے خلاف عوام کے ذہنوں کو مسموم کرنے کی سعی کی جا رہی ہے جو اس وقت اپنی بعض کوتاہیوں کے باوصف عالم اسلام کی ایسی واحد اسلامی مملکت ہے جہاں اسلامی سزائیں نافذ ہیں اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہے اور عالم اسلام اور مسلمانانِ عالم کی فلاح و بہبود کے لئے اس کے خزانوں کا منہ کھلا ہوا ہے اور جس کے حسنِ انتظام و سعی سے اطراف و اکناف عالم میں اسلام کی تبلیغ کا کام پورے خلوص اور تندہی سے جاری ہے اور پاکستان کے ساتھ بالخصوص جس کے خصوصی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برادرانہ و ہمدردانہ تعلقات ہیں اور اس کے عمر و گیر کا وہ بے لوث ساتھی ہے۔

الغرض جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے سعودی حکومت کے خلاف اس انداز کی مہم جس کا مظاہرہ "حج سیمینار" میں دیکھنے میں آیا ہے، کوئی جواز نہیں ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ تحقیق کر کے پتہ چلائے کہ اس پردۂ زنگاری کے پیچھے کون ہے؟ اس کے محرکات و دواعی کیا ہیں؟ اور وہ اصل ہدایت کار کون ہے جس کی تحریک وایما پر یہ اداکاری کی جا رہی ہے؟

(ہفت روزہ الاعتصام ۲۴ اگست ۱۹۸۴ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تطہیرِ یثرب

داخل ہوا مدینے میں ابنِ سعود آج — پھر جوش پر ہے رحمتِ ربِّ وَدُود آج

توحید کا عرب میں عَلَم سربلند ہے — قائم ہوئی ہیں شرعِ نبیؐ کی حدود آج

ہیں غازیانِ نجد پیمبر کے پاسباں — یثرب میں خیمہ زن ہیں خدا کے جنود آج

آتے ہی مسجدِ نبویؐ میں پڑھی نماز — کیا لطف دے گیا ہے رکوع و سجود آج

منکر بتائے جاتے تھے جن نامِ پاک کے — اُن پر یہ لوگ بھیجتے ہیں درود آج

اس جھوٹ کا کہ گنبدِ خضرا ہوا شہید — سلطان نے بکھیر دیا تار و پود آج

ہم کو ہے پاسِ عہد کہ ابنِ سعود کو؟ — کس کو ہیں یادِ ازل کے عہود و عقود آج

کل جن کے نام سے بھی نہ عالم تھا آشنا — ہم اُن کے پاس لے کے چلے ہیں وفود آج

رگ رگ میں موجِ خونِ سلف دوڑنے لگی — مٹنے لگا ہے تفرقۂ ہست و بود آج

قبرص میں ہے حسینؓ تو فیصل عراق میں — نابود ہے حجاز میں ان کا وجود آج

اک رہ گیا علیؓ سو اسے دیکھ دیکھ کر — یاد آ رہی ہے مجھ کو حدیثِ ثمود آج

جدّہ سے رہگرائے فلسطین ہی تو ہو

جو بن رہا ہے جائے پناہِ یہود آج

(بہارستان۔ صـ۲۸۲)

١٠٢ حسین، فیصل اور علی یہ تینوں انگریز کے وفادار تھے، اور اسی وفاداری کے صلے میں عرب کے حصے بخرے کرکے انگریز نے ان کو چھوٹی چھوٹی مملکتوں کا حکمران بنایا تھا۔ یہ نظم جس وقت لکھی گئی جدہ اس وقت ابھی علی بن حسین شریفِ مکہ کے ہی قبضے میں تھا۔ تاہم آثار صاف بتلا رہے تھے کہ عنقریب ہی یہ جدے سے بھی راہِ فرار اختیار کر جائے گا۔ چنانچہ جلد ہی پورے حجاز کی تطہیر ہو گئی اور نجد کے والی سلطان عبدالعزیز پورے حجاز کے سلطان بن گئے۔ یہی نجد و حجاز اب سعودی عرب کہلاتا ہے (ص۔ ی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ظفر علی خاں مرحوم

امیر المؤمنین ابن سعود

جب اٹھاتا ہے حجاب آستین ابنِ سعود
آنکھ سے لاتا ہے نذر گوہریں ابن سعود

اپنے مولا سے کرا لیتا ہے نذر اپنی قبول
کعبہ کی دہلیز پر رکھ کر جبیں ابن سعود

جس کو دنیا میں لٹا یا تھا رسول اللہ نے
ہے اسی گنج سعادت کا امیں ابن سعود

اک نہ اک دن ہو گی تطہیر عراق و شام بھی
حل یہ مشکل بھی کرے گا بالیقین ابن سعود

وقت جب آیا کہ فتنوں سے ہو پاک ارض حجاز
بن گیا تقدیر ربّ العالمین ابن سعود

اس کے قدموں پر چلے گی ساری دنیا ایک روز
ہے محمدؐ کا غلام کمترین ابنِ سعود

دولت اس کی ہے کنیز، اقبال اس کا غلام
سلطنت انگشتری ہے اور نگیں ابن سعود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک صف میں سب کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکتے نماز
گر نہ ہوتا صاحب ذوق یقیں ابن سعود

تاکتی ہے خرمنِ تاتار کو برقِ فرنگ
لیکن اس کی زد میں آسکتا نہیں ابن سعود

لرزہ بر اندام ہے باطل کہ گونجا نجد میں
بیشۂ اسلام سے شیر عریں ابن سعود

نجد کی لیلیٰ پہ مر جانے لگے مجنوں سنئے
ہند کا محمل ہے اور محمل نشیں ابن سعود

ہے لباسِ کعبہ کا پیوند زریں اس کی جیب
جیب میں لایا ہے لولوئے ثمیں ابن سعود

ہے دلِ ملت پہ نقش اس کی ارادت ہر طرف
حکمراں ہے از مراکش تا بہ چیں ابن سعود

لکھیے اس کو حارس شرع مبیں عبدالعزیز
کہیے اس کو حامی دین مبیں ابن سعود

ہم زبان پھر قدسیوں کا ہو کے کہئے برملا
ہے لقب اس کا امیر المؤمنین ابن سعود

(بہارستان ص ۲۶۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات

○ اِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذَالِکَ (صحیح مسلم، جلد اوّل، ص ۲۰۱)

" بالاشبہ تم سے پہلے جو لوگ (یہود ونصاریٰ) تھے، انہوں نے اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ (عبادت گاہ) بنالیا تھا۔ خبردار! تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں "

○ عن ابن عباس قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ (سنن نسائی، کتاب الجنائز ص ۲۳۳)

" حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل افراد پر لعنت فرمائی ہے۔

قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر

قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر

اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر "

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْھُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر

اگر دُنیا کے محقق عُلما۔ اس بات کا فیصلہ کر دیں کہ دوبارہ ان آثار کا تعمیر کرنا ضروری ہے تو مَیں سونے چاندی سے انہیں تعمیر کرانے کے لیے مُستعد ہوں۔

روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں اس کا تحفظ اور بقا۔ ہر مسلمان کے لیے فرض ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے مَیں اپنی جان اور تمام خاندان کو اس پر

قُربان

کر دُوں گا۔"

سُلطان عبدالعزیز آلِ سعودؒ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ